مجموعہ قومتذیل کتابین اسمین

شریک ہیں

قیمت

۸۳ (۱) مطلع خورشید ۱ - - - - - - ۶ - ۳ - "

۱۲ (۲) تسہیل التواریخ ۲ - - - - - - - ۷ - "

۹۴ (۳) زبدۃ الحکمت ۳ - - - - - - " - ۴ - "

۹۲ (۴) تریاق ہیضہ ۴ - - - - - - - - ۶ - ۲ - "

۹۷ (۵) ضروری المطب ۵ - - - - - - ۶ - ۲ - "

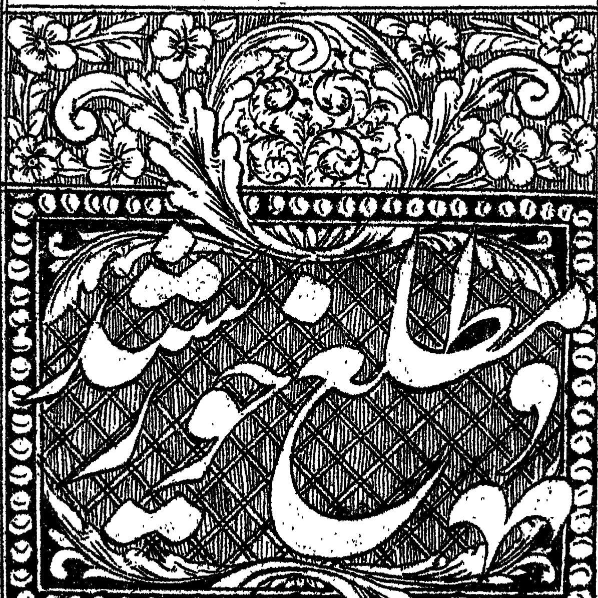
۸۸ (۶) ذخیرہ سعادت ۶ - - - - - - ۶ - ۳ - "

۸۹ (۷) ترجمہ مثنوی بوعلی قلندر (کنز الاسرار) - - ۶ - ۲ - "

۹۰ (۸) ترجمہ پندنامہ عطار (چشمہ فیض) ۸ - - - - - - ۳ - "

اجرت جلد - - - - - - - - ۶ - ۱ - "

عجب صنائع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان





مطبع منشی نولکشور میں [illegible] طبع [illegible] مطبوع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوائر شوق شکر ایزد تعالی شانہ کا کانون صدور شعرا مین کیون نہ شعلہ زن ہو کہ جسنے
چار چمن بہشت بنیا کو فصول ارکان رباعی عناصر سی مرتب کرکے طوطی شکر خا سے
نفس ناطقہ کو مقابل آئینہ تامل جمال عروس معانی ان من الشعر لحکمۃ کی شکر ریز کیا
اور قید قوافی سے پاس اوس خداوند حقیقی کی مزید وصل معشوقان مجازی سے ہے کہ
جسنے عندلیب خوش الحان دبستان سے فصیح نوا و زبان کو قفس تنگ دہان مین قوت
اذہان ان سخندان ان من البیان لسحرا سی نغمہ ریز فرمایا سبحان اللہ الیا قادر کہ جسکی مشاطہ
قدرت نے بکر عروس معانی کو حجلہ صور فکر مین جلوہ ظہور کا بخشا اور جسکی صانع حکمت نے
سواد لفظ کو فروغ مضمون سے مثل مردم چشم کے سرچشمہ نور کا کیا زبان نطق پرداز
افاضہ نیسان مکرمت سے گوہر بدامان اور فکر سعی طراز فیض بہار موہبت سے

گل و رنگ زبان لمصنفہ دہان غنچہ فیض حمد سے وا ہے زبان خار شکر اوسکی مین گویا ہے
زمین پر ہین پا روان سو بحر احسان ہے فلک یک خیمہ نے اوتاد و ارکان **نعت**
جواہر زواہر منثور تحیات بیحد نثار روح پر فتوح اور صدر رسالت مشروح اوس مطلع
دیوان رسالت کے کہ جسنے مجموعہ و قافیتین حسبی و النبی کو فرد غیاب اپنی ہدایت کا
کرکے دُرِّ غُرر ندائے انا افصح العرب و العجم کو آویزہ گوش عالم و عالمیان کا کیا ہے
اور جواہر منظوم صلوٰۃ لاتعد موزون عقد اوس باعث ایجاد و تکوین کو نیکہ جسنے حمائل انوار
ازہار و ما ینطق عن الہوی الا وحی یوحی سے دوش جہان و جہانیان کو موشح و مزین فرمایا
حبذا النبی خاتم النبیین کہ جسکا دین متین ناسخ ملل و ادیان سابقین ہے و سنت سنیہ جسکی ناسخ
سنن انبیا و مرسلین ہے آنحضرت فخر النبیین ہے خاتم المرسلین ہے مصباح شبستان نبوت ہے مشکوٰۃ
ایوان رسالت ہے مرغوب ارباب طریقت ہے مطلوب اصحاب حقیقت ہے شفیع المذنبین ہے
انیس المومنین ہے نبی الحرمین ہے امام القبلتین ہے مخلع بخلعت قرابت فکان قاب قوسین او
ادنیٰ مکحل بکحل الجواہر مازاغ البصر و ما طغیٰ ہے خاتم قصر رسالت ہے عالم نقش نبوت حضرت احمد مجتبیٰ
محمد مصطفےٰ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم منقبت نفحات رائحات درود و طیبات
اور تحیات زاکیات سے ارواح طیبہ و اشباح طاہرہ مشاہیر آل اطہار اور جماہیر اصحاب کبار
خصوصاً چار رکن مشکوٰۃ شرائع مصطفوی اور چار عنصر کالبد خلافت نبوی یعنی
خلفاء الراشدین و ائمۃ المہدیین کے مروح و معطر ہو کہ جنہون نے اپنے حسن اجتہاد سے
کور باطنان جہالت کو سالک مسلک دانش و آگاہی کا فرمایا رضوان اللہ علیہم و علی ذراریہم
واتباعہم و اجزاہم اجمعین مدح سخن امابعد قافیہ سنجان انجمن فصاحت اور عندلیبان
چمن بلاغت پر کہ مشاطہ عروس معنی پروری اور قابلہ دوشیزگان سخن گستری کے ہین

مخفی و محجوب نرہے کہ کوئی متاع ازبسکہ گران مایہ ودر روشن گران بہا سخن سے
دوکان امکان مین بازرگانان فہم ورسا کی ہاتھہ نہ آئی اور کوئی بضاعت ذی قیمت
نفیس بہ ضیا کلام منظوم سے بازار دوار مین کاردانان ذہن و شعور کی نہین پائی
عروس خرد کی بحر مدارک مین گو متواتر غوطہ مارے لیکن دریتیم گرانبہا تر مثل اوسکے
قبضہ دخل مین نہ آیا اور جماعت رجال عقلائی دائرہ بیاض خرد مین ہر چند زنج
اوسکا چاہا پر کسیطرح زائچہ ضمیر سے استخراج حکم نظیر شکل فرح بخش اوسکی کا نہوا
ضمیر فی شعور کو کوئی چیز درست عزیز زائد اس سے نہ ملی اور مصور فکر کے مرقع خیال مین
زیبا تر اس سے کوئی صورت متصور نہوئی وزن و مقدار اس درشاہوار کا نجانے مگر
جوہری کامل اور قدر و اعتبار اس نقد کامل العیار کا نہ پہچانے الا صیرفی عاقل
اور انصاف تو یہ ہے شعر کوئی گوہر نہین سخن کے سوا قدر و قیمت مین اسی در یکتا
نظم ایک دریا ہے نا پیدا کنار کہ جسکو کوئی عبور نہین کرسکتا مگر موزونی اذہان پسندیدہ
اور کلام موزون وہ میزان ہے گران بار کہ جسکو اوٹھا نہین سکتا کوئی الا بدو
دست طبائع سنجیدہ آدمی جوہر سخن لیکن باوصف تنوع اسالیب اور گونہ گون ترکیب
اور تفاوت مراتب ذہانت اور تباین درجات فراست کے شے جلا بخش اس گوہر و در
اور موزون کن اس جواہر بے بہا کا علم قوافی ہے کہ کوئی ناظم علی الحقیقۃ
دریافت اس دقیقہ سے مستغنی نہین کیونکہ جب تک جوہری گوہر سخن کو رشتہ
نظم مین منتظم نکرے عقد گلوی شاہد دل پسند دقیقہ سنجان بلاغت کا نہو اور تا وقتیکہ
جنس شعر و سخن کی میزان قافیہ مین ہم سنگ نبنائی جاوے منظور انظار کامل العیار
اصحاب فصاحت کا نہو ماہرین علم پر مخفی نہین ہے کہ شاعر لا علم کنہ قوافی کا مثل بحر

محافل بلغا و فصحا ہوتا ہے اور کلام اوسکا مصرع اوقات عقلا و علما فلہذا جب
طالب صادق محبوبہ دقائق رایقہ اس فن سے ہمدوش ہوتب تلاش اوسکی
عین غیرت یوسف طلعتان سحبان طبیعت ہوا اور جب عاشق واسطے صفت عذرا
نکات فائقہ سے ہم آغوش ہوتے نتائج اوسکی باعث رشک لیلی نشان حسان جودت ہوئے
رخسارہ سلمای عبارت کا منور و منضر ہوئے اور زلف مشکین لیلای مقال کی غیرت
نافہ و عنبر ایک شعر اوسکا بیفاصلہ نائب مناب مثنوی شیراز بیان اور ایک غزل
اوسکی باعث خجلت غزالہ دیوان حجاز بیان مطلع اوسکا مقطع قصائد عراقیان اور
مقطع اوسکا خاتمہ کلام صفاہانیان رباعی اوسکی چار ارکن رخسارہ رعنای دلپسند
اور زیبائی اوسکی آبرو ریز سلک گوہرین حسنا خاطر پسند قطعہ قافیہ سنجان کہ عیان
گنج دو عالم پہ رکھین اقتدار مستفتح ابواب بجہہ نکتہ دان مرد سخن سنج کی نشست
نظیر ان شائق صادق کو چاہیے کہ تا سعی اساس علوم قوافی مین مساعد
ایسی نامورہی کا ہووے کہ مجلس گوہر سنجان فصاحت مین شہرہ اوسکی سخنوری کا
پہوچے دخل تواتر سخن جنیان بدگہرے اوسکا کلام موزون خروج کرے اور
معراج قبول لطیفہ رسان عالی خبرت پہ عروج فرماوے ورنہ بدون حصول اس درّ
بے بہاکے کور سخنوری و بادیہ پائی ہے بقول شیخ شیراز شعر نطق سے انسان بہتر
دواب چاہیے انسان کو نطق باصواب درینولا ہر چند سلطان شوق سخن گوئے
بزبان اردو اقالیم ضمائر بشا یقین پر علم ترن اور فی زمانہ نوائرہ عشق غزل نویسی
کا نون خواطر محبت سے ظاہر اعیان شعلہ فگن کہ مذہب کلام اور اصول سخن کا مذکور ہوا
بسبب انضباط املاک و انقطاع سے کے فرصت وقت نہ رہی کا پہنچے سے حصول عمدہ تر لالی کا

گرین بلکہ بغور حصول آلکہ نوشتہ اند شدہ بود کی محض معیشت مین کہ انسان حریص کو
اوس سے چارہ نہین ہے شاغل ہوئی گم اور سفقودتا در بر وقت اشتغال شوق کی مطالعہ کتب
قوافی فارسی سے کہ متعلق ہین قاصر ہے اور سوائے ازین ایسا کوئی رسالہ بزبان اردو
کہ ذہن نشین طالب فن قوافی مین ہو کسی متقدمین و متاخرین نے تالیف نہین کیا لہذا
خیر خواہ طالب فن بہتر صید مغفرت ذو المنن نزد الخلائق کمترین چاہنا این نالائق
نا آخوان دبستان نادانی وبیلی تساح بحور لاعقلی وکم فہمی معتصم بحبل عنایت رب صمد
محتاج شفاعت نبی امجد فقیر ابو عبد العزیز المدعو بہ منظور احمد غفر ہما اللہ الاحد ابن
عالم اکمل و حکیم اجل مولوی ابو عبد اللہ محمد قلندر علی خلف الصدق سید غلام حسین
رفع اللہ درجتہما و نور مضجعہما رضوی الحسینی نسباً والحنفی مذہباً نقشبندی المجددی
مشرباً بدنی المشہدی اصلاً والصمدنی الفرخ آبادی وطناً نے بطلق تاکید و
فرمایش مزید بر وفق قدغن خواہش عدید احباب عالیجناب جلیل النصاب کی اس
عجالہ نافعہ و وجیزہ مفیدہ کو کتب معتبرہ اہل فن جیسے رسالہ قافیہ عالم بے بدل
فاضل عدیم المثل مخلص بخلعت بلند نامی مولانا عبد الرحمن جامی اور عنوان الشرف
علامہ شرف الدین اسمعیل اور قسطاس علامہ جار اللہ زمخشری اور معیار الاشعار
علامہ محقق طوسی اور معیار جمالی مولانا شمس فخری اصفہانی اور کتاب المعجم
محمد شمس ابن قیس اور مناظر الانشا شیخ محمد گیلانی اور بدائع الصنائع مولانا
عطاء اللہ حسینی اور رسالہ نور الدین ابن احمد اور مفتاح سکاکی اور نہایت الحسن
شرح عروض ابن حاجب اور رسالہ علامہ عصر قدوہ کملاء دہر مولانا فصیح الدین
وغیرہم سے انتخاب و استنباط کرکے زبان اردو مین بشعر بیان مصطلحات قوافی و قواعد

ونظائر و وجہ تسمیہ اصطلاح اور معنی قرار دادہ مصطلحان قوافی و لغت و اعتراض
وجواب مرجحہ اور حرکات و اسماے حروف قوافی جدا جدا فارسی و عربی و اردو کی
بہ بیان مفصلہ تالیف و تصنیف کیا عنایت رب ودود کا امیدوار ہون کہ اس رسالہ کو
مقبول و مانوس طبائع فیض منابع خاص و عام کرے آمین رب العالمین عرض
خدمت مین نکتہ سنجان حقائق بلاغت اور دقیقہ رسان دقائق فصاحت کے یہ ہے
کہ خطا و غلطی مصنف سراسر تقصیر پر نظر نفرماوین کیونکہ فقیر ہیچمیرز نے تاحال کوئی
رسالہ قافیہ کا زبان اردو مین نہین دیکھا پس باین معنی فقیر مصنف نے بنا ڈالی
جامع قوافی و نظائر اردو کا بانی و بادی ہے اور بادی سے بنظر ابتداے فعل کے بہت خطا
واقع ہوتی ہے لہذا حتی الامکان اصلاح مین دریغ نفرماوین اور دعاے خیر
حسن عاقبت سے مولف مذنب کو یاد کرین ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

کلام اول در تعریف قافیہ و معنی و وجہ تسمیہ آن

شبدیز خامہ دقائق نگار ایضاح نکات رائقہ مین سطح قرطاس پر اس طور سے
جولانی کرتا ہے اور شہاب جبال نکات مدققہ قوافی کو طے کرکے منزل مقصود پر آتا ہے
گوہر تحقیق کو رشتہ تصدیق مین پروتا ہے اور جمال شاہد بیان کو جلوہ ظہور کا دیتا ہے کہ
قافیہ اصطلاح شعرا مین مراد ہے اوس مجموع و تمام سے کہ جسکی تکرار الفاظ متشابہ الاواخر
الفاظ متغائر المعانی کی ساتھ آخر مصرع یا آخر ابیات مین واجب ہو یا مستحسن اس شرط سے
کہ مستقل نہو تلفظ مین بلکہ جزو لفظ ہو یا بمنزلہ جزو کی اور یہ تکرار عام اس سے کہ حقیقی ہو
جسطرح پر قوافی رباعی یا قطعات و بیتی مین یا بحکم تکرار کا رکھتا ہو جیسے قافیہ فردون مین
ہوا کرتا ہے یا تقدیری جسطرح پر نظم مسمط مین ہوتا ہے اور نزدیک ابو الحسن اخفش کے تمام کلمہ

آخر بیت کا قافیہ ہے اور عند بعض نصف کلمہ ہے اور ابو علی قطرب اور ابو عباس نے فقط حرف روی کو
قافیہ کہا ہے اور ابن کیسان کے نزدیک وہ ہے جسکا اعادہ آخر ہر بیت میں لازم ہو
مذہب مختار ابو علی و ابو عباس کی اصطلاح بعض میں روی اور قافیہ مرادف ہے جیسا کہ
محاورہ گفتگو میں بولتے ہیں کہ فلان نے دال یا شین قافیہ باندھا ہے مثلاً از جملہ
اس شعر میں مولانا محمد خرم علی بلہوری کے ٭ خدا فرما چکا قرآن کے اندر ٭ مرے محتاج ہیں پیر و
پیمبر تکملہ او خلیل ابن احمد امام عروضیان اور سکاکی اور صاحب قصیدہ خزرجیہ
اور مولانا رفیع الدین کے نزدیک تعریف قافیہ کی یہ ہے کہ قافیہ حرف ساکن آخر بیت سے
اور اس ساکن تک ہے کہ جو قبل ساکن اول کے ہو خواہ بیواسطہ جیسے فاع اور خواہ بواسطہ
بعضے حرف متحرک کے اور وہ کبھی ایک ہو جیسے لام فعولن کا اور کبھی دو جیسے عین لام
فاعلن کا اور کبھی تین جیسے عین لام اور تا مستفاعلن کا اور کبھی چار جیسے فا اور عین اور لام اور
تا متفاعلن کا پس جبکہ ساکن ثانی ماقبل اوسکے ہو تو دونو ساکن مع ما بینہما قافیہ میں داخل ہیں
لیکن نسبت حرف ماقبل ساکن اول کی دو روایتیں ہیں محقق طوسی حرف حرکت ماقبل کو
داخل قافیہ رکھتے ہیں نہ حرف مذکور کو سکاکی حرف کو بھی داخل قافیہ کہتا ہے اور
صاحب قصیدہ خزرجیہ اور مولانا رفیع کا یہی مذہب ہے کما قال صاحب القصیدہ شعر
وقافیۃ البیت الاخیرۃ بل من ٭ المحرک قبل الساکنین الی انتہا ٭ اور علامہ زمخشری کا
یہ قول ہے کہ ماقبل ساکن اول اور حرکت اول ساقط الاعتبار ہے کما قال فی القسطاس
اذا توالت فی الضرب اربع متحرکات ٭ اقتضت بین الساکنین کفعلتن اذا وقعت ضربا بعد حذف آخره
نون ساکنة کقولک مستفعلن فعلتن فقلت اربع متحرکات متوالیة قد توسطت بین الساکنین
ست الساکنین الی آخر العبارت اور علامہ شرف الدین تعریف قافیہ کی یہ کرتے ہیں الخ

ان یعرف المقید والمطلق ثم الروف بینهما ثم المؤسس ثم الوصل ثم الخروج والحروف والحرکات
والعلل قافیہ باب نصر ینصر سے صیغہ اسم فاعل کا ہے معنی اسکے لغت مین پس رو
وپیچھے جانے والی کی ہین اور قوافی جمع اوسکی ماخذ اسکا قفو بمعنی از پی رفتن تا مؤنث کہ اصل مین
تا ہر فرشتہ الحاقیہ ہے علامت اسمیت کی ہے جسطرح یہ لفظ حقیقت مین مقابل لفظ
مجاز کے ۞ چونکہ قافیہ کے حرف آخر یعنی پیچھے کل الفاظ بیت یا پیچھے اکثر ابیات کی واقع ہوا ہے
گویا پیچھے اونکے جاتا ہے لہذا قافیہ سے موسوم کیا جیسے کلمہ اوس حرف کو کہتے ہین کہ
جسکے جدا کرنے سے وہ لفظ بے معنی ہو جاوے مثلا صنم کہ میم اسکا جزو کلمہ ہے اور زم کہ میم
اسکا بمنزلہ جزو کلمہ ہے سودا ۔ سنگ کو واسطے لیے کرتا ہے پانی آسمان ۞ مونہہ یہ لاوے
آرسی تا عیب سے دو مردمان ۞ مرزا قتیل کھول دنیا ضرور بند کفن ۞ جوش وحشت نہو
پس مردن ۞ دونو مصرع اول مین نظیر جزو کلمہ اور مصرعون آخر مین بمنزلہ جزو و حاجب
اوسکو کہتے ہین کہ جسکا لانا ضرور ہے مثلا الف اوسکے سے شعر نہو جیسا کہ عاقل کا قافیہ
دل لانا واجب ہے حافظ شیرازی کیش سے بوسم و در کشم مے ۞ آب زندگانی بردم
سے ۞ حیرت چشم وہ جادو بھری ہو کہ جو تک آوے نظر ۞ شکل نرگس نہ بنے انکھون مین کچھہ
نور بصر ۞ مستحسن وہ ہے کہ جسکا لانا حسن ہو مگر درجہ ضرورت سے خارج جیسا کہ غافل کا قافیہ
کامل کرنا مستحسن ہے کرامت علی خان شہیدی دلین ارمان ہی رہا سیر چمن کا [illegible] ۞
کہ مرے ساتھہ وہ زیبندہ شامل ہوتا ۞ اوسکی مہندی کے سے پھول مین جیتا بھرتا ۞
ہاتھہ اوسکا میری گردن مین حائل ہوتا ۞ واجب و لازم ہے کہ غزل و نظم مین
ردیف پر ہرگز کفایت و حصر نکرے جسطرح یہ اس شعر مین لاحد ہے کہ رخ حبیب کو
یکبار دیدم ۞ از غم عشق تو خلاصی ندیدم ۞ وانکہ تجھہ قد کی طرح سرو گلستان مین

نہین ہے ؛ مانند لبت لعل بدخشان مین نہین ہے ؛ مست زلف بلا ایمین عزیز بکار ہے
دل قید ؛ کچھ آس بہی جبین کی عوض او نہین ہے ؛ جرات دیدہ حسن کو بہی یکی
جسکی ہوس ؛ سنا تیغ یا ہو یہ نکورین کہ تیلے اوسکے ہوس ؛ عزرا سودا عاشق تو نامرادہی
بس سقدر کہ ہم ؛ ولگو گیتوا کی بیٹھے رہے صبر کرکے ہم ؛ علی ہذا دیوان میر یار علی متخلص
بہ جان صاحب کے غزل مین کہ فقط لفظ گور پر کہ ردیف ہے حصر کیا اور قافیہ نہ لکہا جان فصاحب
مرجاؤن تو نہ آوے وہ بت بدی کی گور پر ؛ کنا ہون گدہی مین جان دون بہرام گور پر ؛
پروانی با جی صبح سے مرتے ہین شام تک ؛ روتی ہے شمع رات کو عاشق کی گور پر ؛
کل غزل کا یہی طور ہے بجز مطلع کے کہ اوسمین لفظ گور تجنیسا واقع ہوا ہے
اور مصراع مین بجز معنی قبر کے اور معنی نہین ہین اور یہ عیوب ہی ہی لہذا اور قافیہ
مختصر در بحث مسمط مسمط بضم میم و فتح سین مہملہ و تشدید میم ثانی مفتوح و طاء مہملہ اصطلاح صنعت شعر مین
اوسکو کہتے ہین کہ شاعر تین مصرعہ یا زیادہ مین ایک قافیہ کی رعایت مرعی رکھے اور
مصرعہ چہارم یا یا فوق اوسکے کو اپنی حالت پر چھوڑ دے جیسے اس غزل مین سعدی
اے ماہ عالم سوز من از من چرا رنجیدہ ؛ وی شمع شب افروز من از من چرا رنجیدہ ؛
خواہم ترا ہمان کنم تا جان و دل قربان کنم ؛ جائے تو در چشمان کنم از من چرا رنجیدہ ؛
من عاشق زار توام از جان خریدار توام ؛ تا زندہ ام یار توام از من چرا رنجیدہ ؛
حافظ دارم گناہ بعید استغفر اللہ العظیم ؛ درماندہ ام درد ام و دو استغفر اللہ العظیم ؛
چندم گناہ آوردہ ام نامہ سیاہ کردہ ام ؛ روی چو کاہ آوردہ ام استغفر اللہ العظیم ؛ نیکی
نشنودہ ام ورفسق کم آسودہ ام ؛ سر تا قدم آلودہ ام استغفر اللہ العظیم ؛ صرف مطلع مین
قافیہ لاتے ہین باقی اشعار مین نہین لاتے لہذا اس مین قافیہ تکرار تقدیری قرار دیا

نظام الدین احمد صاحب مجمع الصنائع اور رشید الدین وطواط صاحب حدائق السحر اور صفی الدین حلی اور عزیز الدین موصلی اور جماعت کثیر نے فحول علماء نامدار سے صنائع بدیعی مین مسمط کو لکھا ہے لہذا حدود شرائط قافیہ سے خارج ہے مگر محقق طوسی کلمات متشابہہ مسمطات کو بھی قافیہ محدود مین شمار کرتے ہین کما قال فی فصل الاول کتاب المعیار اور مولانا جمال الدین حسین انجو صنعت مسمط کی منکر اور کلام قدما مین اعتراض نفرا کر سہو قرار دیا اور تقفیہ پر ہم معنی تسمیط کی لغت مین ہم وار یدد رشتہ کشیدن چونکہ صنعت مسمط مین آخر چند مصراع کی قوافی متماثل لے آتے ہین لہذا مناسبت تام معنی لغوی سے رکھتا ہے یا آنکہ تسمیط کے معنی چیزی بفتراک زین بستن کے ہین چونکہ شاعر چند مصراع اپنے آپ کو بادیگر ہے مربوط اور منتظم کرتا ہے گویا کہ فتراک زین مین باندہتا ہے **کلام دوم در تعریف ردیف و حاجب و معنی و وجہ تسمیہ آنہا** آرائے جہان آرائے ارباب بلاغت اور ضمائر فیض و خامہ اصحاب فصاحت پر ناظم قلم توضیح معانی ردیف اور اوزین تعریف حاجب کے کلام و بیان کو اسطرح پر مردف کرکے مبرہن کرتا ہے مستور و محجب نرہے کہ ردیف کے معنی لغت مین یہ ہین کہ ایک گھوڑے پر پیچھے سوار کے دوسرا سوار ہو اور کلام شعرا مین اوس لفظ واحد یا الفاظ زائد از واحد کو کہتے ہین کہ جو براہ استقلال حقیقی یا حکمی بعد قافیہ آخر ابیات مین بعینہ بار بار واقع ہو خواہ بمعنی واحد خواہ بمعنی مختلفہ خواہ ایک با معنی ہو اور ثانی بمعنی نظیر یک معنی جیسے جانم بود و ایمانم بود ؛ نظیر بہ معنی مختلف جیسے جان ما و طوفان ما یعنی جان من و طوفان آب ؛ نظیر بمعنی جیسے رستہ از ہر جا نرگس و دیدہ کند و انرگس ؛ قسم دیوانہ لبش بکیدم و خاموش گفتگویم کرد ؛ کبود ئے لب او سرمہ در گلویم کرد ؛ منظور عفی عنہ اوراق گل یہ و صیف رقاع نگار سے ؛ طغرا لکہا بہار سے خط غبار سے ؛ لالا ور ہی آنکہین جا شق کہتے تو

اے گل رعنا دکھلا ⁂ تیلیونکا کسی نادان کو تماشا دکھلا ⁂ اور ملک حصال پری وش تجسنه خو کہتا ⁂
مجال تھی کہ سگ یار کو مین تو کہتا ⁂ نظیر بمعنی مختلف مبارک بریلوی جنبش مژگان
نہین بموجب چشم یار پر ⁂ دوپہر سے سیکے چل رہے ہین مردم بیمار پر ⁂ دو ہجوم بلبلان
فصل خزان مین اب کہان ⁂ اور ٹوٹے پھرتے ہین گلستان مین فقط دو چار پر ⁂
نظیر کہ زیادہ ایک کلمہ سے ہو امیر خسرو دہلوی لب شیرین تو کان نمک ست ⁂
گرچہ شکرینہ مکان نمک ست ⁂ لاحد اے دوست کہ دل زبندہ بردو رشتہ ⁂ نیکوست
کہ دل زبندہ بیرو رشتہ ⁂ لاحد اے درد مرا لے گذاری ⁂ بیدرد مرا لے گذاری ⁂ لاحد
مستو الی شراب کو چھپا کر لانا ⁂ مست و اے شراب کو چھپا کر لانا ⁂ ہے دختر رز کی پاس بہشت
منظور ⁂ مستو اے شراب کو چھپا کر لانا ⁂ لفظ متوا سے کہ تجنیساً تین جگہہ پر واقع ہوا ہے
تین معنی رکھتا ہے مصرع اول مین بمعنی مست مصرع ثانی مین صاحب عقل مصرع
رابع مین ظاہر ہے لا اور شراب کو چھپا کر لانا ردیف ہے رباعی پروا نہین جو سیر
گلستان کیجیے ⁂ پروا نہین جو سیر گلستان کیجیے ⁂ چون مرغ اسیر پر تو رکھتے ہین ہم ⁂
پروا نہین جو سیر گلستان کیجیے ⁂ مصرع اول مین بمعنی پروا مصرع دوم بمعنی پر کشادہ
مصرع سوم مین بمعنی لیکن ہوا نہین اور ردیف دو قسم پر ہے ایک مستقل کہ جسکا
بیان گذرا کہ براہ استقلال حقیقی آخر ابیات مین بعینہ تکرر وارد ہو دوسرا غیر مستقل
یعنے مستقل حکمی وہ ہے کہ جو قافیہ معمولی تحلیلی مین پایا جاوے کہ نصف لفظ کو قافیہ اور
نصف کو ردیف ٹھہراوین جیسا کہ اس غزل مین انشا جگر کی آگ نہ بجھے جس سے جلد وہ شعلا
لگا کے برف مین ساقی صراحی سے لا ⁂ گل ہے کہ وا دیے وحشت سے دیکھ کے مجنون ⁂
کر گیا یہی منہ ہم سے آتا ہے ناقہ لیلی ⁂ زراگشت او مین تجلی ہو خاکی ہو دیکھ تو انشا ⁂ نسیم صبح

جو جیو جابے رنگ ہو میلا ؛ کلمہ لا اخیر دونون شعرون مین غیر مستقل واقع ہو جائے
در آئینہ روی تو گر بنیم راست ؛ انوار تجلی الٰہی پیداست ؛ کلمہ ست موقوعہ مصرع ثانی
بمقابل کلمہ است مصرع اول کے غیر مستقل واقع ہوا واضح ہو کہ لانا ردیف کا ابتدا
گو واجب نہین ہے مگر جب ردیف لائی جاے تب تکرار اوسکی واجب ہو جاتی ہے
تشریح جو شعر کہ شامل ردیف کی ہو اوسکو مُردَّف بسکون را مہملہ کہتے ہین اور یہ
شعار خاص شعراء عجم وار دو کا ہے کیونکہ ردیف مخترعات شعراء فارس سے ہے
مانند رباعی اور تخلص کے مگر کسی کسی شاعر عرب نے تقلید اہل عجم کچہ غزلین مردف لکھی ہین
حاجب اصطلاح ارباب عروض مین مراد ہے اوس لفظ مکرر سے کہ جو بیک معنی قبل ایک
قافیہ کے آوے جیسے لفظ سلطان کا اس رباعی مین مسعود سعد سلطان ملک ستدہ
در دل سلطان بود ؛ ہر روز کند بروی او سلطان سور ؛ ہرگز نزود برا او و بر سلطان ورنہ
چشم بد خلق از و واز سلطان دور ؛ خواہ ما بین دو قافیہ کے جیسے لفظ داری کا اس
رباعی مین لا صلاے شاہ بر آسمان داری تخت ؛ سست ست عدو تا تو کمان داری سخت
حملہ سبک آری و گران داری تخت ؛ پیری تو بدانش و جوان داری بخت ظہوری
انزمزمہ بی برگ و نوا گشتہ جہان ؛ تو رنج گہر صوت و صدا گشتہ دہان ؛ بیگانہ دل شدند
غمہای کہن ؛ تا نغمہ تو رس آشنا گشتہ زبان ؛ میر کہین انکہون سے خون ہو کے بہا ؛
کہین دل مین جنون ہو کر رہا ؛ جیسے تجلّو نہ روے نازنین بزم کو دے لشارتین ؛ جلوہ
ابروی قرین بزم کو دے اشارتین ؛ عند البعض حاجب مین قافیہ اور ردیف اور جو
الفاظ کہ بطریق لزوم مالا یلزم کے مکرر لاوین شامل ہے مگر اسپر حکم اور عمل نہین ہے

	کلام سوم در حروف قوافی و معانی و وجہ تسمیہ آنہا	

مخلصندان بساتین سخن اور غنچہ پیرایان نکات نو وکہن انکشاف تعریف قوافی مین عقیدۂ
فکر کو قید تلاش سے مطلق و مجرد فرماتے ہین اور تامرۂ عشق تشنہ کامان وادی فراق کو
زلال امید وصال سے مستغنی فرمایان کرکے ہمردیف محبوب مطلوب کا کرتے ہین کہ اصل بنیاد قافیہ کی
حرف روی ہے اور آٹھ حرف تبع اوسکے چنانچہ ان نو حرفون کو کسی استاد نی اس قطعہ مین
ترتیب شائستہ جمع کیا ہو قطعہ قافیہ دراصل یک حرف است وہشت آن تبع ؛ چار پیش و
چار پس این مرکز آنہا دائرہ ؛ حرف تاسیس و دخیل و ردف و قید آنگہ روی ؛ بعد ازان وصل و
خروج است و مزید و نائرہ ؛ واضح ہو کہ چار حرف قافیہ کے روی کے ماقبل اور چار حرف
روی کے مابعد ہوتے ہین پس پہلے حرف روی کی تصریح کی جاتی ہے روی بفتح راء مہملہ
وکسر واو وسکون یا وہ حرف ہے کہ جس پر مدار قافیہ کا ہو خواہ وہ حرف اصلی ہو
یا بمنزلہ حرف اصلی قافیہ کے واقع ہوا ہو جیسے حرف لام کا ان دونو شعرون مین لاحد
مدام ازل نقش تو بر صفحہ گل دیدیم چو دل ؛ دیدہ ویارے دل بیچارہ فرو رفت بگل ؛ سودا
دیدہ تیری بدی حق سی نگہہ کا ہے خلل ؛ اک کے دو نظر آتی ہے بچشم احول ؛ اور روی
عند البعض مشتق ہے روی سے اور روی کی معنی لغت مین سیراب شدن کے ہین پس وجہ تسمیہ یہ
ہوئی کہ جسطرح پر تشنہ پانی پینے سی سیراب ہوتا ہے اسطرح پر بیت نزدیک حرف روی کے
ختم سے سیراب ہوتی ہے یا متکلم بسبب روی کے تکلم سے سیراب ہوتا ہے اور عند البعض
روی مشتق ہے رواء سے اور رواء کو معنی لغت مین ایسی رسی کے ہین کہ جس سے بوجہہ شتر کو
باندہا جاوے چونکہ بنیاد ابیات کی قوافی پر ہے اور بنیاد قوافی کی اس حرف پر ہے گویا کہ
اس حرف سے شعر کی ابیات باندہی جاتی ہین پس اسکو رواء سے تشبیہ دیتے ہین اور بعض نے
کہا ہے کہ روی بروزن فعیل کے بمعنی فاعل ہے اور مثل عرب مین مشہور ہے رویت الحبل یعنی

بھی ہے یعنی رسی پس اسکی معنی لغت مین بمعنی ریسمان تابندہ کی ہین جسطرح پر کہ ریسمان تابندہ
اسمین اجزای ریسمان کو جمع کرتا ہے یہ حرف بھی ابیات کو باہمدیگر جمع کرتا ہے پس بسبیل
تشبیہ کے مشابہ اوس شخص کے روی اس حرف کا نام رکھا تکملہ اکثر قصائد حرف روی سے
منسوب ہوتے ہین جیسے قصیدہ لامیہ و میمیہ و نونیہ چار حرف قافیہ کے جو قبل حرف روی کے
واقع ہوتے ہین وہ یہ ہین پہلے ردف اوس حرف علت یعنی الف اور واو اور
یای ساکن کو کہتے ہین کہ جو حرف روی کے اول واقع ہوا ہو بے واسطہ حرف
متحرک کے اور حرکت ماقبل اون حرفون کے اونکی جنس سے ہو ردف بالف قلق ہیچ تو ہے
بجز شراب وصال ۞ مرض ہجر کی دوای محال ۞ ردف بواو آباد لکھنوی ہرگز نہ کوئی دیکھ سکے
رخ حضور کا ۞ دی لاکھ اپنی آنکھون مین سرمہ طور کا ۞ ردف بیا آتش لکھنوی ساقی ہون تشنہ روز سے
مشتاق دید کا ۞ دکھلا دے جام مے مین مجھے چاند عید کا ۞ محقق طوسی کے نزدیک
ردف عام ہے مدہ و غیر مدہ سے اور یہ خواہ وہ حرف علت ہو کہ حرکت ماقبل جسکی مناسب
جیسے خورا اور خیر خواہ حرف صحیح ساکن البتہ بلکہ مدہ قبیل اوسکے نہو تاکہ خارج ہو حرف متحرک
امثال الفاظ سر و عادل مین اور ساکن امثال ساخت و پرداخت مین پس قید حرف علت کی
نہین ہوئی ردف کے معنی لغت مین یعنی سرین و ہر چہ پس چیزے بود از پی آن آید
چونکہ حرف ردف پس پشت یعنی ماقبل روی کے قائم ہوا ہے اسلیے اس نام سے موسوم ہوا
عرب مین بایام جاہلیت یہ رسم تھی کہ ایک شخص جانشین بادشاہ کا ہوتا اور ہر کام مین
ثانی اوسکا رہتا اور طرف راست اوسکے بیٹھتا اوسکو ردف کہتے پس یہ حرف بھی
لازم حرف روی کا ہے وجہ تسمیہ ثالث یہ ہے کہ ردیف و ردف دو ستارہ ہین
نسر طائر کے پاس لہذا حرف روی کے ماقبل کا نام ردف اور مابعد کا نام ردیف کہا

جس قافیہ مین کہ حرف ردف ہوا وسکو مردف کہتے ہین پس اگر روی اور ردف کے بیچ مین
حرف ساکن نہ آیا ہو اوسکو مردف بردف مفرد کہتے ہین جیسا کہ شال اوسکی گذری اور
اگر ایک حرف ساکن درمیان مین حرف علت اور حرف روی کے واقع ہوا ہو
اوس ساکن کو ردف زائد کہتے ہین اور الف اور واو اور یا ردف اصلی ہے اور ایسے
قافیہ کو مردف بردف مرکب کہین گے جیسا کہ اس شعر مین نظیر ردف بالف لا اعلم
ازبسکہ تنم ز آتش ہجر تو گداخت ٭ نتوان تنم از شمع ہمین باز شناخت ٭ ردف
بواو سعدی چراغیکہ بیوہ زنے برفروخت ٭ بسی دیدہ باشی کہ شہری بسوخت ٭ ردف بیا
لا احد ناکردہ گناہ در جہان کیست بگو ٭ آنکس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو ٭ حرف ردف زائد
چھہ ہین جیسا کہ کہتے ہین شعر ردف زائد شش بود اے ذوفنون ٭ خا و را و سین و
شین و فا و نون ٭ جیسا کہ ساخت و دوخت و بیخت و کارد و کاست و دوست و زیست
و کاشت و گوشت و یافت و کوفت و فریفت و ماند و راند و جاننا چاہیے کہ ردف قافیہ
فارسی میں ردف مین جو واو اور یاے تحتانی ہو حرکت ماقبل اونکی دو طرح ہے معروف
و مجہول معروف وہ ہے کہ ضمہ اور کسرہ ماقبل واو اور یا کا خوب ظاہر پایا جاوے جیسا کہ نور
اور تیر مجہول وہ ہے کہ جو برعکس معروف کی ہو جیسے گور اور سیر پس احسن بلکہ واجب ہے
کہ معروف اور مجہول کو ایک شعر مین جمع نکرین جس طرح میرا اس قطعہ مین کمال اسمعیل دل
گفتم تو بار ہواے دل نیکی ٭ کر دوری بیاید من نزدیکی ٭ دل گفت کہ با دہان و زلفش عمر
من بسازم بہ تنگی و تاریکی ٭ سودا اسا املہ ہی صنم نالہ شبگیر گیا ٭ آہ یکروز تری دل مین
نہ تاثیر کیا ٭ حشر مین بھی نہ اوشوں لیکا اذیت کھینچی ٭ زندگانی نے دو عالم کو مجھے
سیر کیا ٭ سودا ہوا دیکھہ حیران صغیر و کبیر ٭ جب آگئے اور بہ بہاگی قالین کے شیر ٭

اردو مین اخل عیب الحش ہے احتراز اس سے لازم تو تھیح اور کبھی اوس یای مجہول کو جسکا
امالہ کلمات عربی کے ساتھہ کیا ہوا ایک شعر مین جمع کرتے ہین جیسا کہ اس شعر مین
الوری تا ماہ وسیم از من برخ در حجیب وار دید نے دیدہ خواب دارفتے دل شکیب وا ید شد
سو وا معشوق مثل عاشق جنکی رکیب مین تھے ۔ اوس ہاے دلستان کی وہی جلیب ہر
دوسری قید اوس حرف ساکن بغیر ردف کو کہتے ہین کہ جو بواسطہ اول روی کی واقع ہو وے
(حرف علت اوپر کوی حرف کے قبل روی سے ساکن واقع ہو۱۲ — بیچ سوا)
جس طرح یہ نون آن و نون نظیرون مین شعر حوریہ رو وقت طلوع از افق لبساز جنگ ۔
زمانہ تیر کمند نالہ مرا آہنگ ۔ شعر کون اس بازار خوبی مین تری ہمسنگ ہے ۔ حسن کے
میزان مین تیرے مہر و مہ پاسنگ ہے ۔ حروف قید کو باعتبار کثرت استعمال نہ باعتبار
حصر کے دس ہین کہ اس قطعہ مین منظوم ہین قطعہ گر حروف قید را گیرید یاد ۔ ہست در لفظ عجم
از دہ زیاد ۔ باو خاو راو زاو سین و شین ۔ غین و فا و نون ہا باشد یقین ۔ جیسے ابر گبر و بخت
تخت و مرد درد و بزم رزم و مست دست و گشت دشت و نغز مغز و سفت گفت و بند بند
و جہر مہر و سوای ان کے زای فارسی جیسے مژدہ اور تای فوقانی جیسے پتا چتر اور لام جیسے گلک پلک تلخ الخ و در الفاظ
عربی مین سوا الف کے سب حرف قید ہین جیسے صبر جبر و ستر و تر و نشر ا شر و مجد بحد و محجر
و فخر نجر و مدح قدح و عذب جذب و حرب کرب و عزم جزم و کسر نشر و کشف نشف
و اصل فصل و غضب قضب و عطر قطر و نظم عظم و جعد رعد و مغض نقض و حفر نفر و
(صدر قدر۱۲)
عقل نقل و ذکر فکر و حلم علم و حمل نمل و منع شنع و نور طور و قہر دہر
(وضع رضع۱۲)
و خیر سیر تنبیہ اگر بنا د قافیہ کی لفظ عربی یا فارسی یا ہندی سے رکہین تو رعایت تکرار
قید کی سب حرفون مین لازم ہے جیسا کہ رعد و عد و بکر و فکر و عیب غیب البتہ بعض
اساتذہ نے باعتبار رعایت قرب مخرج کے اختلاف قید کو جائز رکہا ہے جیسے لفظ

بحر و شہر کی شعر سعدی میں جب کہ آگے بیان کرونگا انشاء اللہ العزیز قید کے
معنی لغت میں بند کے ہیں چونکہ تغیر اس حرف کا روا نہیں اور تکرار کی رعایت لازم ہے
گویا ایک بندھے حرف قید پر اور یہی ہے کہ حرف قید درمیان دو حرفوں کی قید رہتا ہے
لہذا نام قید نامور کیا تیسری تاسیس وہ الف ساکن کو کہتے ہیں کہ اوسکے
اور روی کے درمیان میں ایک حرف متحرک کا واسطہ ہو جیسے شامل کامل و برابر
سراسر و کاکل کابل آور اوس متحرک کو دخیل کہتے ہیں نظیر اوسکی حرکت شین اور
فا کی اس مطلع میں کمال اسمعیل اصفہانی اے آنکہ لاف میزنی بدل کہ عاشق
طوبے لک ار زبان تو با دل موافق ست ۞ اور حرکت حرف با کی اس مطلع میں رند
چودھویں رات جو تو مہ کے مقابل ہو جاے ۞ چاندنی میلی ہو دہلوانے کے قابل ہو جاے
جملہ شعروں میں الف تاسیس اور حرف العد اوسکا دخیل آور اختلاف تاسیس کا اہل عجم کے
نزدیک ممنوع نہیں بلکہ التزام اسکا از قسم صنائع ہے اور قافیہ موسسہ وہ ہے
کہ جسمیں الف کی رعایت تمام ابیات میں مرعی رکھیں شعراے عجم وارد و کی برخلاف
فصحاے عرب تاسیس کو واجب نہیں جانتے ہیں بلکہ مستحسن سمجھتے ہیں معنی تاسیس کے
لغت میں بنیاد افگندن کے ہیں چونکہ بنیاد ابتداے حروف قافیہ کی اسی حرف سے ہے
کیونکہ حرف ماقبل اسکا داخل قافیہ میں نہیں لہذا نام تاسیس موسوم ہوا چوتھے
دخیل اوس حرف متحرک کو کہتے ہیں کہ جو تاسیس و روی کے درمیان میں واقع ہووے
نصب کہ شین مہملہ اور فا شعر فارسی اور یاے موحدہ شعر اردو میں بند کرہ نظیر حرف
تاسیس میں جمہور شعرا کے نزدیک رعایت تکرار اسکی انہیں واجب نہیں ہے وجہ تسمیہ
اسکی یہ ہے کہ دخیل کے معنی لغت میں بمعنی در آئندہ کے ہیں چونکہ یہ حرف

درمیان تاسیس و روی کی داخل ہوا ہے بدین جہت اس اسم سے موسوم کیا اور
بعضے کہ تکرار تاسیس کو قوافی مین مثل روی کے لازم جانتے ہین دخیل کو حائل
کہتے ہین اس سبب سے کہ حائل ہے دو حرف واجب الاتیان و التکرار کے درمیان مین
اب تشریح اون چار حرفون کی جو ما بعد روی کے آتے ہین کیجاتی ہے پہلے حرف وصل
اوسکو کہتے ہین کہ جسکو روی سے ملحق کرین اور روی بسبب اوسکے متحرک ہو جاے جیسا کہ میم
شعر فارسی اور یاے تحتانی شعر اردو مین لا احد من بہ بوے تو ہوا خواہ نسیم سحرم
کوز بوے تو خبر دارد و من بیخبرم ؛ میر چرخ کوکب تہا سلیقہ ہے ستمگاری مین ؛ کوئی محبوب
اس پردہ زنگاری مین نواب آصف الدولہ اے پری نام خدا تیری سجاوٹ خاصی ؛
گفتگو سحر غضب خوب لگاوٹ خاصی ؛ اور حرف وصل کا عام ہو یعنے خواہ مشہور الترکیب
جیسے میم وارم و گفتارم کا خواہ غیر مشہور الترکیب جیسے یاے ہوز لالہ اور پیالہ کا اور فارسی مین حرف
وصل کے بنظر اکثریت استعمال کی مستعمل ہین جنکو کسی شاعر نے اس قطعہ مین جمع کیا ہے رباعی دہ بود وصل
فارسی گو را ؛ الف و دال و کاف و ہا و یا ؛ حرف جمع و اضافت و مصدر ؛ حرف تصغیر و
رابطہ سے گر ؛ عند المحققین انحصار ان حرفون پر نہین ہے کیونکہ عند التفحص بہت سے
پائی جاتی ہین چنانچہ مفصل تحریر ہوتے ہین الف چون توانا و بینا و نگارا و یارا باے موحدہ
جیسے دریاب و شتاب تاے فوقانی جیسے گفت و یافت جیم عربی جیسے دیباج
جیم فارسی چون پیچ دال مہملہ چون کند و زند را مہملہ چون انگشتر شین معجمہ
جیسے خورش و گردش غین معجمہ جیسے کلاغ و چراغ مزید علیہ گیا جسکے معنے چیدن
کاف تصغیر چون پسرک و دخترک کاف فارسی جیسے بندگی شرمندگی میم جیسے گفتم
و شنفتم نون جیسے بیخن و زمین واو تصغیر جیسے پسرو واو زائدہ جیسے تنومند

حرف وصل

و برومند ہای مختفی سوای کہ و سہ و چہ و نہ کی جیسے لالہ و نالہ و خزدہ و گردہ ہمزہ بدل
از ہای مختفی جیسے خانۂ ما و کاشانۂ ما یای تحتانی جیسے نبستی لسبتی ایرانی تورانی اور
سوا اسکے حروف ند و اند و ید و اید و ام و ایم چنانچہ کردند و نمودند و کردہ اند و نمودہ اند و
کردید و نمودید و کردہ اید و نمودہ اید و کردم و نمودم و کردہ ام و نمودہ ام و نمودیم کردیم
و کردہ ایم و نمودہ ایم ان حرف جمع جیسے محبوبان و خوبان ان علامت
چون روان و دوان اور ہا جیسے کاملہا و عاملہا ستان جیسے
گلستان و سنبلستان تر چون کمتر و مہتر ار جیسے گفتار و رفتار ست چون جانست
و خوانست گان جیسے رایگان و شایگان دان جیسے قلمدان و مردم دان ندہ
چون گوئندہ و جوئندہ وار جیسے مردم وار و گندم وار چہ جیسے سراچہ و قباچہ وش
جیسے حوروش آور نوروش ور جیسے گنجور و رنجور و ہنرور مند جیسے تنومند و برومند
گر جیسے زرگر و آہنگر گار جیسے رستگار و دستگار محقق طوسی نے لکھا ہے کہ تحقیق
اس مقام میں یہ ہے کہ جو حرف ساکن قائم مقام ایسے حرف کا ہو کہ جو وہی مستقل بلحاظ
مادہ کلمہ اوس سے تمام ہو وہ من قبیل حرف وصل کے ہی دوسری خروج بفتحتین اوس
حرف کو کہتے ہیں جو حرف وصل سے ملجا ہو جیسے گفتمش و سفتمش بجا میں ما ہیچ کسان کو سے
یاریم ؛ ما سوختگان خاکساریم ؛ ما کشتۂ آن لعل یاریم ؛ تا دست ز خوبیان نداریم ؛
یا حرف وصل میم حرف خروج ہو جیسے [illegible] ؛ اب
اوس بغیر گشتی ہیں برنگ ہولیان ؛ ولہ عاشق کی بھی ہیں کشتی کیا خوب طرح زاری
دو و چار گھڑی تا دو چار گھڑی باہمیں ؛ یای تحتانی وصل نون خروج مولانا یوسف
عروضی نے ذکر خروج کا نہیں کیا لہذا محقق طوسی نے باتباع اسکے فرمایا ہے کہ درست ہے

کہ خروج فارسی میں نہیں ہے کیونکہ حرف وصل کا متحرک نہیں ہوتا [illegible] صہبائی فرماتے ہیں
کہ مولانا یوسف عروضی نے حرف خروج کو بھی حرف وصل میں شمار کیا ہے جیسے مطلع
جمہور متاخرین حرف بعد از نائرہ کو نائرہ کہتے ہیں تیسری مزید اوس حرف کو کہتے ہیں
جو خروج سے ملحق ہو جیسا کہ تاے فوقانی دیدہ ہست و شنیدہ ہست کا اور الف گلستان
و بوستان کا اور شین معجمہ اس شعر میں شعر علی عینیہ عین اللہ چشیان سیاہ مستش ؎ چہ
مژگان سنان آسا چہ مردافگن نگاہ مستش ؎ سودا بلبل چمن میں کسکی یہ ہیں
بدمستیاں ؎ تو لیٹی ہیں غنچوں کی ساری گلابیاں ؎ میر تقی متوار غرق خون میں
انکھیں گلابیاں ہیں ؎ دیکھیں تو تیری کب یہ بیحجابیاں ہیں ؎ یاے تحتانی وصل الف خروج
نون مزید چوتھی نائرہ اوس حرف کو کہتے ہیں کہ جو مزید سے ملحق ہو جاوے خواہ وہ ایک
حرف ہو یا زیادہ ایک سے جیسا کہ شین منقوطہ اس شعر میں لا حد دل کہ بدست تو سپرد
باز دہ اے جان کہ نیر دستیش ؎ نائرہ بر نائرہ وہ ہے جو زیادہ ایک حرف سی ہو
استادی آنکہ کہ بچشم مہر دیدستیمش ؎ وز جملہ نیکوان گزیدستیمش ؎ سین مہملہ وصل تاے فوقانی
خروج یاے تحتانی مزید میم نائرہ شین معجمہ نائرہ بر نائرہ جیسے یاد آتی ہیں جو زلفوں کی
(اور ان گلستان و بیلستان کا نائرہ ہے ۱۲)
تیری اوچہاوٹیں ؎ سنبھل جاتا ہے دل صد چاک سب سلجھاوٹیں ؎ واضح ہو کہ
نائرہ بر نائرہ یا جو کچھ بعد نائرہ کے آوے وہ حکم ردیف میں ہے اختلاف انکا
قافیہ میں جائز نہیں نائرہ بمعنے رمندہ مشتق ہے نوار اور ہی نار بمعنی آتش سے وجہ
تسمیہ یہ ہے کہ شعلہ مضطرب اور بھاگنے والا ہوتا ہے لہذا یہ حرف بھی حروف
قافیہ سے کنارہ ہو جاتا گویا سب سے رم کرتا ہے کما قال ابو مسلم نشاری و شمس فخری و القیسی

کلام چہارم در اسماء حرکات قوافی و معانی و وجوہ تسمیہ آنہا ؎

ازانجاکہ ارکان اس علم عالی اساس سے رکن اعظم اور وتد اہم ہے واقف ہونا حرکات قوافی سے
لہذا خامہ بدائع نگار آمادہ نفاذ ایضاح ہے مخفی نرہے کہ حرکات قافیہ کے چھہ ہین جیساکہ کسی شاعر نے
اسکو ایک شعر مین جمع کیا ہے شعر رس و اشباع و حذو و توجیہہ است ؛ باز مجری و نفاذ ازروے

رس سکے معنی لغت مین بتشدید سین مہملہ ابتدا کی ہین اور اصطلاح قوافی مین
حرکت ماقبل تاسیس کو کہتی ہین اور سوای فتحہ کے اور حرکات کا ہونا ممتنع الاسکان ہے جیساکہ حاصل
حاصل و محافظ کا ازانجاکہ حرکات قافیہ مین یہ حرکت ابتدائی ہے لہذا اہل اصطلاح نے

نام اسکا رس کہا **اشباع** بالفتح کے معنی لغت مین دراز کردن کے ہین اور اصطلاح مین دراز
کرنا حرکت کا ہے اسطرح پر کہ ضمہ کی درازی سے واو اور فتحہ کی درازی سے الف اور کسرہ کی
درازی سے یاے تحتانی پیدا ہو اور عرف عروضیون مین حرکت مابعد تاسیس یعنی حرکت دخیل کو
کہتے ہین اور یہ اکثر بکسرہ ہوتا ہے جیسے کسرہ شین کا عاشق مین اور فتح بھی ہوتا ہے نظیر
فاریابی بگذشت ماہ روزہ بخیر و سعادتی ؛ پرکن قدح ز بادۂ گلرنگ راوقی ؛ امانت اٹھایا
پہولونکی بارون کی سر پر رکہین ؛ گلشتیان شیشہ و ساغر کے برابر رکہین ؛ اور بالضم بھی آتا ہے
جامی ای کشتہ مرا گرنہ شوخت بہ تغافل ؛ تلطف تو گرفت ست رہ رسم تطاول ؛ مبارک
بریلوی ابتک نہ شک مسیحا کو تغافل ہی رہا ؛ مرگئے ہم مگر آنے مین تساہل ہی رہا ؛ اور اختلاف
اسکا جب روی ساکن ہو جائز نہیں **حذو** بجای حطی مفتوحہ و ذال معجمہ مع الواو کے معنی لغت مین
یعنے برابر کردن دو چیز باہم کی ہین اور بکلام عروضیون مین حرکت ماقبل ردف اور قید سے مراد ہے
جیساکہ نظیر کار اور بار اور بست و ست اور بخت سخت کا نظیر حذو مع ردف غالب دیوانگی سے
دوش پہ زنار بھی نہین ؛ یعنے ہماری جیب مین یکتار بھی نہین ؛ ذکر میرا بہ بدی بھی اوسے
منظور نہین ؛ غیر کی بات بگڑ جاے تو کچھ دور نہین ؛ اور نظیر حذو و تقیید کی یہ ہے غالب

رس

اشباع

حذو

ہم سے کھل جاؤ بوقت مے پرستی ایک دن ؛ ورنہ ہم چھیڑین گے رکھکر عذر مستی ایک دن ؛
تشریح جسوقت کہ قافیہ شامل بحرف ردف موصولہ اور قید موصولہ کے ہو اختلاف حذو کا
جائز ہے کمال اسمعیل گر سوز دلم یک نفس آہستہ شود ؛ از دود دلم ایں نفس بستہ شود ؛ ور دیدہ
ازان آب ہمیگر دانم ؛ تا ہر چہ نقش ست آن شستہ شود ؛ مبارک ہو نمکینی جو ہے پستہ دہنوں کا ؛
ہر زخم نمک سودہ ہے خستہ بدنوں کا ؛ تشریح اختلاف ردف کا روی متحرک کے ساتھ جائز ہے
ساکن کے ساتھ جائز نہین ہے توجیہ بر وزن تشبیہ لغت مین کسی چیز کی طرف مونہہ پھیرنیکو
کہتے ہین اور اصطلاح عروض مین حرکت ماقبل روی کو کہتے ہین جیسا کہ حرکت سین اور
دال کی سر اور در مین غالب یہ ہم جو ہجر مین دیوار و در کو دیکھتے ہین ؛ کبھی صبا کو کبھی نامہ بر کو
دیکھتے ہین ؛ چونکہ یہ حرکت بھی ساکن کی مونہہ کو طرف ماقبل کے پھیر دیتی ہے اور تلفظ مین
تابع اپنے ماقبل کے رہتی ہے لہذا توجیہ اسکا نام رکھا اور اختلاف اسکا ہرگز جائز نہین ہے
مگر جسوقت کہ روی متحرک ہو بسبب حرف وصل کے جیسا کہ انوری نے اس قصیدہ مین
جسکا مطلع یہ ہے انوری ای مسلمانان فغان از دور چرخ چنبری ؛ وز نفاق تیر و قصد
ماہ و سیر مشتری ؛ مین سامری اور عنصری کو قافیہ کیا ہے مبارک وہ چشم جادو بھری ہے
کا فرکہ ہوش اوڑھ جاوے سامری کا ؛ فصاحت ایسی ہے گفتگو مین کہ جس سے دم بند عنصری کا ؛
مجری بفتح میم و الف مقصورہ لغت مین بمعنی جاری روان شدن کی ہین اور اصطلاح قوافی مین
حرکت حرف روی کو کہتے جب کہ وصل سے بلجاوے جیسے کہ حرکت نون کی زبانی و جوانی اور
حرکت تا رفت کی مے پرستی و مستی مین حرکت واو کی کساوت و لگاوٹ مین اور یا کی حذو کی
شہر دبش و کاہش باحالت اضافت وصفت جیسے جان من و جان ناتوان وجہ تسمیہ
اسکی یہ ہے کہ یہ حرکت مشابہ مجرا کے ہے اس جہت سے کہ تا وقتیکہ آواز اوسپر نہین گذرتی ہے

بیان نفاذ

حرف وصل تک نہیں پہونچتی ہے پس اسکا تشبیہاً مجرا نام رکھا اور اختلاف اسکا ہرگز جائز نہیں ہے جیسے اس شعر میں واقع ہوا حافظ شیرازی صلاح کار کجا و من خراب کجا ؛ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا ؛ کما قال الجامی نفاذ بفتح نون و ذال معجمہ در آخر اصطلاح میں اوس حرکت وصل کو کہتے ہین جو خروج سے ملحق ہو جیسا کہ حرکت یاے تحتانی کی اس شعر مین لا تا چند بسنگ لاخہ غم آمیم ؛ ور سنگ ستم شیشۂ دل آمیختیم ؛ اور اردو مین جائز ہے جیسی کہل گئیں سب حقیقتیں گریستہ ہو گیا نباؤ مین ؛ اندنون پسبب نہین آپ کی یہ رکاوٹین سب غیرون کو ساتھ ہماری جو ہین ہمکنار یان ہیں ؛ یون درد پہلو و دل اور بیقرار یان ہین ؛ فارسی مین
حاشیہ: بلکہ سند ہی حرف وصل یاے حطی خروج نون مزید ۱۲
لازم نہیں کہ حرف وصل کا متحرک ہو جسقدر ساکن ہو بہتر ہے شعر ما عاشق روی نیکوانیم ؛ دیوانہ سلسل ہر چہ انیم ؛ حرکت خروج اور مزید اور نائرہ کو بھی نفاذ کہتے ہین جیسا کہ میم اور شین معجمہ کی حرکت گفتش و سپر دستش اور بھی اس شعر مین شعر تا کے بخون دیدہ دل پرور پریشان ؛ از بر ہر من روند و سیرہ آور پریشان ؛ اردو مین یہ حرکت مستعمل نہین اور نہ سنی گئی کہ لکھی جاتی مگر جسطرح پر کہ حرکت کاف فارسی کی لاؤ گیا مین شمس قیس نے لکھا ہے کہ نفاذ بذال معجمہ مصدر گذشتن تیر از نشانہ و روان شدن کار و فرمان کو کہتے یا بدل معنے تمام شدن و فنا شدن چونکہ اس حرکت کو تمامیت اور فنا مین دخل ہے اور بعد اوسکے کوئی حرکت نہین لہذا اس نام سے موسوم ہوا اور شرح خزرجیہ مین علامہ نقشبندی لکھا ہے وجہ التسمیہ بالنفاذ بالمعجمۃ انہ لک المحرکۃ بسبب نفاذ حکم الخروج والنفاذ بالمہملۃ من نفد کسمع نفاد او نفدا فنی و ذہب لان حرکۃ النفاذ الوصل بعد الخروج و تم کشیری کتاب المعجم مین شمس قیس نے در باب روی مطلق با ردف مذکور ہے اسکے مین لکھا ہے مصرع و بہار دولت سر سبز انہ انختہ ؛ حرف تا ئے فوقانی روی ہا ہوز وصل خاے معجمہ ردف زائد الف ردف اصلی حرکت ما قبل الف حذو حرکت تاے فوقانی مجری حرکت خاے معجمہ اگرچہ تقطیع مین بحرف متحرک

معنی نفاذ و وجہ تسمیہ آن

محسوب ہی مگر یہ حرکت قابل اعتبار نہیں ہے اور نہ اسکا کچھ نام ہے جاننا چاہیے
کہ سوای حرکت ما قبل تاسیس کے کہ اختلاف اوسکا ممتنع الوقوع ہے اختلاف اور حرکات کا ایک
شعر میں معیوب ہے مگر حقیقت کہ حرف وصل کا روی سے ملحق ہو کر روی متحرک ہو جاوے
جیسا کہ اس شعر میں سعدی کی چہ خواہد کہ ویران کند عالمی * ہند ملک در پنجہ ظالمی * جور
تجھ کو ستم سہی کافری کی * سوگند تجھے ستمگری کی * اور ایسا مثنوی و قصاید میں اکثر ہوتا ہے
اور غزل میں کم اور یہ بھی بسبب عدم میسر ہونے لفظ موافق کے توجیہ میں
مانند آبلہ و سلسلہ کہ قافیہ اوسکا زلزلہ اور کبھی دلم اور کلم کا قافیہ سلیم کی ساتھ کرنا درست ہے

کلام پنجم در القاب قوافی و معانی و وجوہ التسمیہ آنہا *

استدراک غوامض علم قوافی اور کشاف دقائق اس فن کافی کے واسطے غواصان
بحور علم و آگہی اور اصحاب مسلک دانش پژوہی بحر تدارک میں متواتر غوطہ زنی اور شناوری
کرکے دُرر و غرر مطالب کو اسطرح منصہ ایصال میں لاتی ہیں علی الخصوص مولانا عبد الرحمن
جامی اور علامہ محمد ابن قیس صاحب کتاب المعجم باختلاف بعض الفاظ فرماتے ہیں کہ
اوس قافیہ کو جسکی تقطیع آخر میں دو ساکن پے در پے آویں جیسے دار خار و زر و گرد و
تیز مترادف کہتے ہیں غالب نالہ بجز حسن طلب ای ستم ایجاد نہیں * ہے تقاضای
جفا شکوہ بیداد نہیں * مترادف کے معنی لغت میں پیاپی شدن و از پی در آمدن کے ہیں
اور مترادف کے معنی در پس یکدگر سوار شونده اور بمعنی پے در پے سے کہ ہیں پس وجہ تسمیہ
اسکی ظاہر ہے متواتر اوس قافیہ کو کہتے ہیں کہ جسکے آخر میں ایک حرف ساکن ہو
اور ما قبل اوس ساکن کے ایک حرف متحرک اور قبل اوسکے بھی ساکن ہو یعنی ما بین
دو ساکن کے ایک متحرک واقع ہو جیسا کہ واری یاری گوہر خنجر و مردی و سردی و گرمی

نزمی غالب رہا گر کوئی تا قیامت سلامت ۞ پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت ۞
تواتر کے معنی لغت مین پے در پے ہونا اصطلاح مین کہ کچھ فتور و توقف جسکو درمیان مین واقع ہو
چونکہ اس قافیہ مین بھی بسبب توسط ایک متحرک کے فتور تتابع سواکن مین واقع ہوتا ہے
لہذا اس نام سے موسوم کیا متدارک لقب اوس قافیہ کا ہے کہ جسمین بعد ساکن کے
دو حرف متحرک ہون یعنے بابین دو ساکن کے دو متحرک ہون جیسا کہ یارمن و کارمن جسمین
(و یہ متفرق ہے ۱۲ منظور)
کرون پہلے توحید یزدان رقم ۞ جہکا جب سجدہ مین لوح و قلم ۞ تدارک کے معنی لغت مین
بایکدیگر رسیدن و دریافتن چیزی چونکہ اس قافیہ مین دو متحرک نے ایکدیگر کو پایا ہے
لہذا موسوم بہ تدارک ہوا متراکب مراد اوس سے ہی کہ جس قافیہ کے تین متحرک دو ساکن مین
(یہ قافیہ کثیر ہے ۱۲ منظور)
واقع ہون جیسا کہ زرجی صنم و بوی الم و مشک ختن و غنچہ دہن غالب تیغ ابروئی جو جدا
کرے ۞ اوسکی آئی ہے موت کیون نہ مرے ۞ تراکب کے معنی لغت مین باہم نشستن کے
ہین از انجا کہ اس مقام مین چند متحرک پہلوے دیگر مین واقع ہوے ہین گویا باہم بیٹھے ہین لہذا
اس لقب سے ملقب ہوا متکاوس اوسکو کہتے ہین کہ چار متحرک درمیان دو ساکن کے آوین
(یہ قافیہ کم ہے ۱۲)
اور قافیہ متکاوس کا اشعار عجم و ریختہ مین نہین آیا جیسا کہ بگذرمی اور نگذرمی جیسا کہ
اس شعر مین شعر گر یار من غم دلم نخوردی ۞ زین بہتر کہ بجا لمن نکردی ۞ اور یہ مخصوص قافیہ
اشعار عربی کا ہے جیسے مضطربۃ اسمین ایک ضاد ساکن دوسرے تنوین کہ نون ساکن ہے
تکاوس کے معنی لغت مین برہم نشستن یا نیو ہی کے ہین چونکہ اس قافیہ مین حرکات کثیرہ
مجتمع ہین گویا ایک دوسرے پہ بیٹھے ہین لہذا اس نام سے موسوم ہوا یہ شعر جامع ان القاب
قوافی کا ہے شعر مترادف متراکب متواتر میخوان ۞ متدارک متکاوس لقب قافیہ دان ۞
مولانا جامی فرماتے ہین کہ جو حرف روی کہ ساکن ہوا اور حرف وصل جسکے ساتھ ملی

قافیہ متدارک

قافیہ متراکب

قافیہ متکاوس

اوسکو روی مقید کہتے ہین اگر حرف وصل اوسکے ساتھ ملا ہووے تو اوسکو روی مطلق کہین گے
روی مقید اگر حرف قافیہ سے اور حرف نہ رکھتا ہو تو اوسکو مقید مجرد کہتے ہین
جیسے سرور دلبر اگر روی حرف قافیہ کا رکھتا ہو تو ساتھ اوسی حرف کے اوسکو نسبت کرینگے
کہ جو حرف رکھتا ہو مثلاً مقید بحرف تاسیس یا مقید بحرف ردف یا مقید بحرف قید کہین گے
اور روی مطلق اگر حروف قافیہ سے سوائے حرف وصل کے اور کوئی حرف نہ رکھتا ہو جیسے
سروری دلبری تو اوسکو مطلق مجرد کہین گے اور اگر حروف اور حرف قافیہ سے رکھے
تو اوس حرف سے اوسکو نسبت کرینگے کہ جس سے وہ منسوب ہو جیسے مطلق بوصل یا مطلق بخروج
یا مطلق بقید یا مطلق بردف یا مطلق بخروج یا مطلق بمزید یا مطلق بنائرہ تشریح القاب قوافی
باتفاق مذہب جمہور بیس ہین منجملہ ان چار کی بابت روی مطلق باین تفصیل مقید مجرد
جیسے در و بر کام مقید بردف مفرد جیسے کار و بار مقید بردف مرکب جیسے ساخت
و تاخت مقید بحرف قید جیسے درد و زرد اور سولہ بابت روی مطلق باین تشریح مطلق مجرد
جیسے تنم و منم مطلق بخروج جیسے بریم و خوریم مطلق بخروج و مزید جیسے بریمش و خوریمش مطلق
بخروج و مزید و نائرہ جیسے بریمشان و خوریمشان مطلق بردف مفرد جیسے شمارم و سپارم
مطلق بردف و خروج جیسے یادیم و زاریم مطلق بردف مفرد و خروج و مزید جیسے یاریمش
و کاریمش مطلق بردف مجرد و خروج و مزید و نائرہ جیسے کاریمشان و داریمشان مطلق بردف
مرکب جیسے پرداختم و انداختم مطلق بردف مرکب و خروج جیسے داشتیم و کاشتیم مطلق بردف
مرکب و خروج و مزید و نائرہ جیسے داشتیمشان و کاشتیمشان مطلق بردف قید جیسے
دردم و زردم مطلق بحرف قید و خروج جیسے بردیم و خوردیم مطلق بحرف قید و
خروج و مزید جیسے بردیمش و خوردیمش مطلق بحرف قید و خروج و مزید و نائرہ جیسے

پر دمیشان خور دمیشان اور حسب قول بعض کہ جو مبنی عدم اشتراط حرف وصل پر ہے

او فتیس القاب مین من اراد الاطلاع علیہ فلیرجع الی الوافی لشرح الکافی

کلام ششم در عیوب قوافی معانی و وجوہ تسمیہ آنہا

واضح ولائح ہو کہ عیوب قافیہ کے متعدد ہین پہلے اقوا کسر اول و تخفیف ہمزہ اختلاف

حذو اور توجیہ یعنے حرکت ماقبل روی اور حرکت قید کو کہتے ہین جیسے دور بالضم کو

دور بالفتح یا خبست اور گگل اور کہلنا بالضم کو خبست بالفتح و گگل اور کہلنا بالکسر کو ایک شعر مین

جمع کرین سود الکہد یا مجنون کو شتر شتر کہد یا مستحق ہے جا فصد کر [illegible] ساقی

چمن مین چہوڑ کے مجہکو کدہر چلا: پیمانہ میری عمر کا ظالم تو بہر چلا: عالم تو مر رہا ہے

ہر اک آن پر تری: تیغ و سپر تو لے یہ کس پر پہر چلا سودا ترے کوچہ سے جو مین

آپ کو چلتے دیکہا: جی کسی تن سے نہ اسطرح نکلتے دیکہا: تیغ تیری کا سدا شکر ادا کرتی ہے

لبون کو زخم کی ون عادت مین ملی: یکہا: اور اختلاف اشباع کا بہی داخل اقوا ہے محمد ابن قیس نے لکہا ہے کہ ایس شعر مرا کو

شعر سر فذیر و معتی و شاعر کہ او طوسی بود: چون نظام الملک و غزالی و فردوسی بود:

اقوا کی معنی لغت مین تمام شدن زاد سفر کے ہین چونکہ یہ عیب بہ سبب اسکی ہو جانا ہے

کہ زاد و توشہ شاعر کا کہ قافیہ صحیح ہے تمام ہوگیا لہذا اس عیب کو باین اسم مسمی کیا

اکفا بکسر اول و تخفیف ہمزہ مختلف ہونا حرف روی و قید کا ہے اور حرف قریب المخرج

جیسے اعتماد و احتیاط صباح و سپاہ بحر و شہر اور اسی قسم سے ہے جمع کرنا حرف

عربی اور عجمی یا ہندی کا ایک شعر مین جیسے سک کو شک کے ساتہہ اور سخاوت کو

سجادت کے ساتہہ قافیہ کرین اور یہ نہایت ناپسندیدہ ہے سعدی کسان کہ درم

داد و دلنشر لیف و سپہ: طبیعیت اخلاق نیکو نکسب: شعر خیال روی تشنا کر آن

بیا کہ شب کردم ز گرمی آن قدر ہا گرم چو خورشیدم کہ تب کردم ؛ نظامی چو بر دریا زند
تیغ یلالک ؛ بماہی گاو گوید کیف حالک ؛ اس شعر میں دو عیب ہیں ایک اقوا دوسرے
اکفا کیونکہ لام یلالک کا کہ را مہملہ سے بدلا گیا ہے مفتوح ہے بخلاف لام حالک کی کہ مضموم ہے
اور یہ اقوا میں داخل ہے کاف یلالک کا فارسی اور حالک کا عربی یہ اکفا ہے سودا
ساق سیمیں کو ترے دیکھ کے گوری گوری ؛ شمع مجلس میں ہوئی جاتی ہے تھوڑی تھوڑی
دلکو بس تصویر جانانسے ربط ہے ؛ تصویر یار آئینہ دل پہ ثبت ہے ؛ آمد ہے انسوؤں کا مری آنکھ سے
وہ بحر ہیں جسکے آگے سات سمندر بھی ایک لہر ؛ مگر بحالت قرب مخرج بعض اساتذہ نے اس اختلاف کو
جائز کہا ہے مگر میرے نزدیک غیر جائز محقق طوسی کے نزدیک اختلاف حرف روی کا بلا اعتبار
قرب مخرج کے اکفا ہے اکفا کے معنی لغت میں کم کرنا برتن کا تاکہ جو کچھ اوسمیں ہو گر جاوے اور خم کرنا
کمان کا اور اختلاف حرف روی کا ایک شعر میں کذا فی الصراح و المنتخب و الشمس سناد بکسر سین مہملہ
و فتح نون و در آخر دال مہملہ اختلاف ردف کا ہے جیسے زبان و زمین کو ایک قافیہ میں جمع کریں شعرائے
عجم و ریختہ کے نزدیک جائز نہیں اور عیب فحش ہے برخلاف شعرائے عرب کے کہ اختلاف ردف کا واو و یا کا
جائز جانتے ہیں جیسے عمود و عمید اور یہ اشعار عرب میں بہت آیا ہے سناد کے معنی لغت میں
مخالف کے ہیں چونکہ اس قافیہ میں ایک قافیہ مخالف قافیہ ثانی کا ہوتا ہے لہذا اس نام سے
موسوم کیا ایطا کے معنی لغت میں بکسر اول و سکون تحتانی و فتح طا مکرر لانا قافیہ کا ہے ایک شعر میں
اور پائمال کرنا کسیکو کذا فی الصراح و الشمس و در اصطلاح قوافی میں اعادہ کرنا اور مکرر لانا
قافیہ کا ہے لفظاً و معناً یعنی قافیہ کا مکرر لانا گویا اوسکا پائمال کرنا ہے اور یہ دو طرح ہے
یعنی بعینہ مکرر شد لفظا و مستعمل
ایطائے جلی و ایطائے خفی ایطائے جلی وہ ہے کہ تکرار جسکی ظاہر ہو جیسے نیکوتر و زیباتر
اور ستمگر اور فسونگر کو ایک شعر میں جمع کریں اور اسیطرح سے نون مصدر کا

جیسے گفتن و شنیدن ؛ اور الف و نون جمع کا جیسے یاران و دوستان اور
ہاء ہوز جیسے لالہ ہا و غنچہ ہا اور الف و نون صفت کا جیسے خندان
و گریان اور یاے تنکیر جیسے مردے و دوستے اور دال مضارع کا
جیسے دہد و بود اور نون تخصیص جیسے سیمین و زرین اور حرف سند
جیسے دردمند و سعادتمند اور بعض الفاظ عربیہ مین جیسے مومنات و مسلمات و دولت
دواست اور ہندی مین نون و الف مصدری جیسے کہنا سننا اور واو و نون
جمع کا جیسے باتون و دوستون اور علامت مضارع ہندی جیسے دیوے و ہووے
اور چلو رہو اور سوتا ہے روتا ہے اور علامت فاعل کی جیسے جانیوالا ہونیوالا
اور بکری مرغی ہاتی گھوڑے قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب حرف زوائد یا علامت کسی کلمہ کے
آخر سے دور کردیا جاوے تو قافیہ درست رہے مثلا گفت و شنید و یار و دوست
و درد و سعادت کہ اسکا قافیہ درست نہین ہے میر شیر علی افسوس سے رسکے سپیارہ گل
کہول آگے عندلیبون کے ؛ چمن مین پہول گویا آج ہین تیرے شہیدون کے ؛ عیب
اگرچہ کلام اساتذہ متقدمین مین واقع ہو لیکن احتراز لازم ہے محمد کمال اسمعیل صفہانی اوستاد
وقت کی ان شعرون مین کسطرح یہ عیب ایطا کا واقع ہوا ہے کمال اسمعیل سقف براز
شعلہ رایت شعاع آفتاب مستعار از نفحہ خلقت نسیم خوش وشش ؛ ای محب شمشیر تیز
ارچہ سبز ار تنگ شد ؛ چون ہمہ سالہ ز خون لعل میباید خورش ؛ باز حیرت چون نہ چیند
و شمار از مرغ دل ؛ ہیچو مرغ نیم بسمل جانی افتد در تپش ؛ گرد برد دل خویش تطاول ہا
ز تحبت خصم ایک ؛ گہ کشش سخت آمد از گرز گرانش سرزنش ؛ سایہ حق ست یارب سایہ اش
پاینده دار ؛ زانکہ فرض ست از میان جان دعای دولتش ؛ تشریح جو کچھ آخر ابیات مین بسبب

صد سحا مگر واقع ہو وہی خواہ ایک حرف ہو خواہ زیادہ قبیل ایطاے جلی سے ہی اگر بطریق
تجنیس واقع ہو حسن کلام سے ہی جیسے لفظ پہول کا اس قطعہ مین شاہزادہ مرزا
سلیمان شکوہ خلف الصدق شاہ عالم بہادر اشعار رنگا بیان سیکڑون ہر بات مین آ
وینے لگے ؛ دیکہیو جہڑتے ہین کیا منہ سے مرے یار کے پہول ؛ کسطرح لون مین بلائین
کرون کیونکر تعظیم ؛ دست و پا اپنے بسگئے دیکہتی ہی یار کے پہول ؛ رنگین ہوا کلنی ہی
جڑا ہر زخم شمشیر کے ہے ؛ بس اتو ہاتہ او ہا ظالم اسکے سینہ سی ؛ عبرت وہ رنگین اور
سبک پہی کے چلے ؛ ہر اک چہلا دل عاشق کو چہیل ؛ آیا و اشک بر سائی مین شرطے آنکھون نے باہم بدلی ؛
صاف بدرنی مین بنی دیدہ پر نم بدلی ؛ امانت آبداری سے جو ملو نظر آیا وہ گلا ؛ شیشک
بروتے کیا جسم صراحی کا گلا ؛ امانت ایر می پلکون مین عجائب ہین درخشان پہوسیجنے
ردسکے پہوسیجی کو نہ روی مہ تابان پہوسیجے نہین چاہیے کہ بنیاد عبارت قافیہ کی اوسپر رکہین جیسا
اوپر ذکر ہو چکا اور اگر ضرورت ہو تو قصیدہ مین زیادہ دو تین بار سے نہین چاہیے مگر
بعد چودہ شعرون کے لانا جائز ہے اور ایسے قافیہ کو قافیہ شایگان کہتے ہین شایگان کے
معنی لغت مین بیگار کے ہین کہ کوئی کام بیمزدوری بحکم حاکم کرے از انجا کہ کام بیگار کا
ناقص اور خراب ہوتا ہے اسیطرح پر اس قسم کا قافیہ بہی بسبب بے اہتمامی و نقص مشرالی کے
بیگار سے مشابہ ہے لہذا نام اسکا شایگان کہا ؛ محمد ابن قیس کا قول ہے کہ جس قافیہ مین
روی اصلی نہو وہ شایگان ہے جیسے سار و فنا اور حرف زائد اوسوقت شایگان ہے کہ جب
قوافی مقید مین واقع ہو نہ قوافی موصول مین شعر ہمن خاک جنان بادم کو
زلف تو جنباند ؛ در چشم از آب کا مدام ترا ماند ؛ انوری نہ در وصال تو بجز نکام دل
بر بماند ؛ نہ در فراق تو عمرم ز خویشتن بر ماند ؛ ہمیشہ تا کہ تا شیر چہرہ و گریہ ابر ؛ دہان

قافیۂ شایگان

غنچہ گل را صبا بخنداند ۞ محقق طوسی نے لکھا ہے کہ جب قافیہ مرکب ہے ایک جزو مکرر ہو اور
سب مواضع مین تکرار بیک معنی آوے تو اوسکو شایگان کہین گے جیسے الف و نون جمع
اور فاعلیت کا اور یاے تنکیر اور مصدری وغیرہ ایطای خفی وہ ہے کہ جسکی تکرار ظاہر نہ
ہو جیسے دانا و بینا اور آب و گلاب اور یہ جائز ہے شعر ای گل رخسار تو بردہ ز روی گل
صحبت گلزار ہا کردہ بوییت گلاب ۞ امانت وہ گل ہی نہین تر زوہ رخسار مین آئینے کیا خجل
اوسے تو رخسار مین ۞ مسکین جعفرآبادی مظہر حق ہے وہ ہر آئینہ ۞ جلوہ گر اوس سے ہے ہر آئینہ ۞ متقدمین نے
غزل و قطعہ مین بعد سات شعرون کے اور قصیدہ مین چودہ شعرون کے بعد اور متاخرین نے بیس تیس شعرون کے بعد جائز
رکہا ہے تتمہ بیان ایطا کا کلام تتم مین بہی حسب تقاضاے اوس مقام کے کچھہ ہمت تحریر یاونگا اختلاف
حرف قید کا بہی عیوب سے ہے جس طرح اس شعر مین صاحب گلشن راز ہمہ دانند کین کس
در ہمہ عمر ۞ نکردہ ہیچ قصد گفتن شعر ۞ واضح ہو کہ اس شعر مین دو عیب واقع ہوے ہین
ایک اختلاف حرف قید دوسرا اختلاف حرکت ماقبل قید سودا یون سنا ہے کہ خسرو
نے یک عصر ۞ ایک درویش کی گیا تہا گہر ۞ مگر کلام قدما مین کچھہ گفتگو نہین کیونکہ قباحت
ان چیزونکی بعد مرور ایک زمانہ کی باتفاق عقلا و فصحا ذہن نشین طالب فن ہوا کرتی ہے
ہان اگر درمیان دو حرف قریب المخرج کے اختلاف واقع ہو تو بقول بعض اساتذہ جائز ہے
مگر مستحسن نہین جیسے عدل مفضل بحر سعدی کہ اے شاہ آفاق گستر بعدل ۞
اگر من بنامم تو مانی بفضل ۞ ومنہ چہ مصر و چہ شام و چہ بر و چہ بحر ۞ ہمہ روستا اند
شیراز شہر ۞ ابو الطمعہ شیرازی یک کاسہ ہریسہ در صباحے ۞ بہتر ز ہزار پادشاہے ۞
فردوسی بنام خداوند تنزیل و وحی ۞ خداوند امر و خداوند نہی ۞ صہبائے علیہ الرحمہ
کا قول ہے کہ عمر و شعر کا قافیہ شعر صاحب گلشن راز مین نہایت مکروہ نما نازیبا ہے

بحث ایطای خفی

بحث اختلاف حرف قید

مگر شمس فخری نے اسکی جواز و تائید مین دو شعرین منوچہری کی لکھی ہین منوچہری نوروز
درآمدی منوچہری با لالہ و سوسن و گل حمری ❊ مرغان زبان گرفتہ رایکسر ❊ بگشاد
زبان رومی و عبری ❊ اور مولانا شمس قیس بضرورت شعری قائل اسکے ہوے ہین نقل
کسی شخص نے ایک شعر میر فطرت کی روبرو پڑہی کہ جسمین ایک لفظ غلط و بدنما موزون ہوا تہا
فطرت نے وجہ اوسکی پوچھی جواب دیا بضرورت شعر فطرت نے فرمایا شعر گفتن چہ ضرور
اصراف بصاد مہملہ مختلف ہونا فتحہ رویکا ساتھہ ضمہ یا کسرہ کے ہے اور مولانا رفیع الدین کے
نزدیک اختلاف فتحہ کا بسکون بہی اصراف مین داخل ہے اور نورالدین احمد مطلق اختلاف
حرکت روی کو اصراف کہتے ہین اجازہ بزاء معجمہ و بہم مہملہ باختلاف قول بہی عیوب قوافی سے
ہی اور اصطلاح مین تبدیل ہوجانا رویکا ساتھہ حرف بعید المخرج کے ہے جیسے طرح یہ
حاء مہملہ کو باء موحدہ کی ساتھہ لاوین بخلاف محقق طوسی کے کہ اختلاف قرب مخرج کو اجازہ
کہتے ہین جیسے ایک مصرع مین بجاے حرف روی طاء مہملہ اور مصرع ثانی مین دال مہملہ
لاوین اور یہ اردو اور فارسی مین جائز نہین مگر بوقت بدل جانے کے جیسا کہ ملا ظہوری
دیباچہ خوان خلیل مین ظہوری فرماتا ❊ تقاضش خراد ❊ رندہ کرد ست کجروی زنہاد
نہاد کو بلفظ خراد کہ اصل مین بطاء مہملہ تہا قافیہ کیا ہے ظاہرا طاء خراط کو فارسیون نے
تصرفات خود بتاء قرشت سے بدل کر پہر بسبب قرب مخرج کے اوسکو دال سے بدلا
مگر عربی مین جائز ہے غلو داخل عیوب قافیہ ہے کہ وہ اختلاف حرکت اور سکون
روی کا ہے دو مصرع مین حافظ صلاح کار کجا و من خراب کجا ❊ ببین تفاوت
رہ از کجاست تا بکجا ❊ انشا ہمارے حال پہ حق تکو مہربان کرے ❊ نہ ہووے
یون تو غضب ہے ہیان خدا نکرے ❊ غالب نہ پوچہہ مجہہ سے کہ رکہتا ہے اضطراب جگر

یعنی متحرک ہونا روی مقید کا ۱۲
نظیر سکون حرف روی ۱۲
نظیر حرف روی ساکن ۱۲
روی متحرک ہونے کی ۱۲
روی متحرک ۱۲ — روی ساکن

نہین ہے مجکو خبر دل سوختۂ تا بجگر ❊ نون مصرع ثانی لفظ نکر کا بعد لفظ خدا کے کہ مقابل نون روی کلمہ مہربان کی بضرورت شعری متحرک واقع ہوا ہے کہ وہ ساکن نہین ہو سکتا

لا حد و قائم الاعماق خاوی المخترقن ❊ مشتبہ الاعلام لماع الخفقن ❊ حرف قافیہ کو روی ساکن بنا متحرک کے تنوین زیادہ کی اور یہ موجب اختلال وزن کا ہے اس حرف کو

تعریف غلو

غلو اور حرف قافیہ کو غالی کہتے ہین تعدی اختلاف حرکت اور سکون حرف وصل

لا حد لما رایت الدہر ما حطلوہا ❊ ہاے ہوز وصل کی ساکن ہے کہ بحسب عادت بعض عرب کی متحرک کر کے واو کو پیدا کیا اس واو کو حرف تعدی اور قافیہ کو متعدی

کہتے ہین تکملہ تعدی اور غلو کلام فارسی و اردو مین اقل الواقع بلکہ غیر واقع ہے بخلاف عرب کے کہ اونکی یہان مستعمل ہے یہ عیب شعراے عرب و فرس کے نزدیک اگر مخل وزن ہو

تعریف تضمین

تو چندان مخل عیب نہین کما قال السکاکی تضمین عیوب قافیہ سے ہی اور یہ دو طرح پر ہے

ایک یہ کہ لفظ مفرد کو دو جزو کرین ایک جزو کو قافیہ قرار دیوین اور جزو ثانی اوس لفظ

ابتداے مصرع یا بیت ثانی مین لا کر مصرع کو تمام کرین جیسے اس رباعی مین جامی

امی شادی عید چون بکام دل اع ❊ دائم شدہ محبوس درین غمکدہ مع ❊ دورم بر

اہل دل کنا ادی مح ❊ ابوس ست برسم عید ہم از تو طمع ❊ مصرع اول کی آخر اور دوم کی اول

جزو سے اعدایم اور مصرع دوم و سوم سے معذورم اور مصرع سوم و چہارم سے محبوبم

بر آمد ہوتا ہے فافہم دوسرے یہ کہ لفظ مخل معنی بلکہ معنی اواخر ایک بیت کی اول بیت ثانی سے

متعلق ہو جیسے اس رباعی مین امیر خسرو دہلوی حسن کسی ترا نماند الا ❊ خورشید کہ ہر صبح برآید

آید تا ❊ خدمت کند و ربای تو بوسد اما ❊ پاے تو لبوی اور کہا بوسد یا ❊ غالب کس

روے نجاے دل سے غم یار اگر ❊ تو مجکو وکہاے اپنا رخسار مگر ❊ دیکھے نہ رقیب تجکو

زنہار و کرشۂ دیکھے ہی مگر اوسکی طرف بار نظرۂ اگرچہ یہ عیب قافیہ مین اوسوقت
داخل ہے کہ جب ضرورت مین واقع ہو مگر باتفاق شعراے عرب کے عیب قافیہ ہے
گو کہ کلام عرب مین کثیر الاستعمال ہے اور فارسی اور اردو گو اسکو عیب عظیم جانتے ہین
اور اس ہرزہ جائی پر قلم کو تکلیف نہین دیتے مگر ہزلاً چنانچہ شمس قیس نے لکھا ہے کہ اشعار
فارسی مین ایسے تصرفات جائز نہین ہین مگر اوس نظم مین جو بسبیل ظرافت و ہزل کی ہو
اگرچہ بعض متاخرین اوسکو صنعت کہتے ہین تضمین مشتق ہے ضمان سے اور ضمان
اوسکو کہتے ہین کہ کوئی شخص اپنی ذمہ داری کو امور دین مین ساتھہ شخص مدیون کے
مستغرق و متکفل کردیوی چونکہ اسمین بھی جزو ایک مصرع کا جزو ثانی مین متضمن ہے
لہذا اس نام سے موسوم کیا تشریح یہ تضمین علاوہ تضمین صنعت متعارفہ شاعری سے ہے
اقعاد عیوب قافیہ مین مراد ہے اختلاف غیر معتادی عروض سے بحر مین جیسے
استعمال عروض محذوفہ یعنے فعولن کا بحر طویل مین اور عروض مقطوعہ یعنے
فعلاتن کا بحر کامل مین کہ حسب مذہب سکاکی صاحب مفتاح کے معتاد نہین ہے اور
حسب مذہب صاحب قصیدہ خزرجیہ کی اختلاف مطلق معتاد و غیر معتاد کو کہتے ہین
بحر رمل مین پس نظیر معتاد کی یہ ہے کہ شاعر عروض سالم یعنے متفاعلن سے طرف
عروض حذا یعنے فعلن کے انتقال کرے تحرید بجاے جملہ تغیر و اختلاف مین بحر کو
کہتے ہین جیسے شاعر کا بحر طویل سے طرف بحر ثانی کے کہ جو غیر جائز ہو خروج کرنا
تحریف ردی عیب قافیہ مین داخل ہے یعنے وہ ہے کہ صیغہ مستعمل ہے
حرف روی کو ایسے صیغہ کی ساتھہ تبدیل کرین جو شایستگی قافیہ کی پیدا کرے جیسے باد رو دیدہ
خواب کو دا و سکے ساتھہ بدل کر کہ اوسکے ساتھہ قافیہ کرین انوری کہ خزی دیوانہ ہے

دم گاو ؛ بر سرش چندان بزن کاید بجاو ؛ عماد الدین اسفرنگی بر وزین سفر نہایے
پرازریو ؛ سر مار الکن اے شیخ کالیو ؛ غلط کردم درین صورت کہ گفتم ؛ ز نخدان نگار خوش ادا را
سیو ؛ لفظ سیو کو کہ اصل مین سیب بیاے موحدہ تہا بسبب کالیو و ریو کی واو کی ساتھہ
بدل کر سیو کردیا اور ظاہر کردیا کہ مین نے غلطی کی اس صورت مین کہ زنخدان یار کو
سیو کہا اور یہ مصرع دو معنی ہے مشترک باظہار اختلاف حرف روی و تشبیہ الاستعمال
ان اشعار مین تصرفات اہل لسان کے ہوا ہے پس یہ سخن ما نحن فیہ سے ہے کہ محض برعایت
قافیہ کے کیا گیا تغیر اختلاف قافیہ کا ایک جگہہ بزیادت ایک حرف کے ایک شعر مین
اور ساتھہ کمی کے شعر ثانی مین جیسے کار کو سر کے ساتھہ مقفے کرین یا مانند اس
قصیدہ کی کہ قافیہ جسکا جم اور نم ہوا اور کچہہ شعر ایسے لکھین کہ قافیہ جسکا جام و
نام کرین اور اگر ایسا کردیوین تو عیب مین داخل نہین جیسا کہ شیخ آذری اس قصیدہ مین
کہ مطلع اوسکا یہ ہے مطلع نماز شام کہ از گردش قضا و قدر ؛ ز بام چرخ بیفتاد خسرو خاور ؛
بعد چند ابیات کے اشارہ تغیر قافیہ کا کرتا ہے شعر بنائے قافیہ را یک الف زیادہ کنم ؛
بشرط آنکہ نگیرند خردہ اہل ہنر ؛ مطلع سوال کردم از ان نور دیدہ ابرار ؛ کہ ای بذات تو
آوردہ کائنات قرار ؛ تشریح اگر شاعر اپنے عیب کو ظاہر کردیا کرے تو وہ عیب
نہین رہتا محل بصنعت شعری ہوکر وصل تحسین کلام ہوجاتا ہے جیسے باعی مین اسفرنگی نے
اور شیخ آذری نے قصیدہ مین ظاہر کردیا بدر الدین چاچی ای شاعر اوزدانی الکفا نوع
اقوا ؛ برو فتر مصادر بدا امشم تو بندی ؛ بندی مین زائے معجمہ عربی کی تبدیل ذال معجمہ کے
ساتھہ اکفا ہے کیونکہ حرف روی اس قصیدہ کا زا معجمہ ہے جیسے بازی و تازی و سرفرازی
تشریح اختلاف روی کا ظہور و خفا مین داخل عیب ہے مثلا ایک جگہہ ظاہر التلفظ

اور دوسری جگہہ محقق ہو جیسے اس شعر مین سنائی نیک نادان در اصل نکویند بد دانا زنیک نادان بہ ؛ تشریح اختلاف ردیکا تقیداور اطلاق مین داخل عیوب قوافی ہے کہ ایک جگہہ حرف روی کا مقید ہو اور دوسری جگہہ مطلق جیسے اس شعر مین فیاضی ایرانی دل ہوج و دیدہ بارگی بود ؛ ہر موبہ تمم نظارگی کیونکہ رای مہملہ بارگی مخفف بارگیری ساکن ہے برخلاف رای نظارگی کہ متحرک ہو علے ہذا یاد شاقی و شاہ

کلام ہفتم در انواع قوافی و متعلق آنہا

یکہ تازان عرصہ فصاحت و نیزہ افرازان میادین بلاغت شہسواران معرکہ والا نظرے مبارزان مصاف سخنوری اسطرح پر شبدیز خامہ کو تحریر بیان انواع قوافی مین جولان دیتے ہین کہ قافیہ دو طرح پر ہے معمول اور غیر معمول غیر معمول وہ ہے کہ بدون اسکے کہ کچھہ اوسمین تصرفات کرین شایستہ اس امر کا ہو کہ محل قافیہ مین واقع ہو جیسے قصیدہ کمال اسمعیل کے اس مطلع مین مطلع تر افت بخت مرا روز گار دست ؛ زانم لسیر سد لسبر زلف یار دست ؛ رند لکھنوی ہائین نہ چلن یار کی دنیا سے نرالے ؛ ہو دکھیتی ہی دیکھتے کیا یون نکالے ؛ آتش سر اسے ہی جو دست یار بحر کا جھٹکا ؛ شب وصال مین گستاخیونکا تھا کھٹکا ؛ معمول وہ ہے کہ بواسطہ تصرف شایستہ محل قافیہ کے ہوا اور یہ دو طرح پر ہے ترکیبی اور تحلیلی ترکیبی وہ ہے کہ ترکیب دو لفظ سے حاصل ہو یا جزو دو لفظون سے حافظ شیرازی چراغ روی ترا شمع چرخ پروانہ مرا بجان تو از حال خویش پروا نہ ؛ لفظ پروانہ مصرع اول لفظ واحد مستقل بخلاف مصرع ثانی کہ لفظ پروا سے مرکب ہو امانت آتش رشک سے حالت مری کیا کیا ہو گی ؛ وکی اوقات بسر صورت پروانہ ہو گی ؛

سوز نہان کی کسی کو خبر اصلا نہوئی ۞ شمع کی طرح جلا مین تجھی پروانہ ہوئی ۞ آہ دریغ یہو نجاتی
ہے فرقت مین کاہی مجھکو ۞ آج کل کہا نہین تو سے کل آئی مجھکو ۞ انانت یاؤن آخر کو مراد
تری پشیمانی ہے ۞ جو مین کہتا ہون وہ اک دن تجھ کو پیش آنی ہے ۞ اور اس قافیہ کو تجنیس کہتے ہین کبھی اگر
تحلیلی ہے کہ ایک لفظ کو دو حصہ کرین ایک حصہ قافیہ مین اور ایک حصہ ردیف مین شامل کرین ۞ مثلاً لفظ ہست کو بواسطہ
ترکیب کے ساتھ لفظ پیدا اور شامل دستکے لاوین تاکہ ایسی صلاحیت پیدا کرے کہ ساتھ خاست اور
ایک قافیہ مین جمع کرین جیسے اس شعر مین شعر و آئینہ زری تو گر بہم راست ۞ انوار تجلی الہی پیداست
اور اسیطرح پر کمال اسمعیل اصفہانی نے لفظ کارد کو اپنے قصیدہ مین کہ مطلع جسکا یہ ہے مطلع برنجست
بخت مرا روزگار رو ست ۞ زانکم لبسر رسد بسر زلف یار دست ۞ قافیہ اسوجہ سے کیا کہ
حرف دال کو جانب ردیف سے اعتبار کیا جیسا کہ کہتا ہے کمال اسمعیل ۞ شعر شیر
قربان ہمیکند ۞ زاثری سعد فراخ آبخت کار دست ۞ قتیل بتا من کرد اسرخ از حنا
دست ۞ دل بیچارہ ام از خون فنا دست ۞ سوز گریا ہے بگذاریم رجاک ۞ اگر وصلت
روزی بما دست ۞ اس غزل مین حنا صفا ضیا کا قافیہ ہے اور دست ردیف
بضرورت لفظ فنا کلمۂ فنا دست ہے مقابل لفظ حنا کی رند ہین تو چلین یار کے دنیا
زراسے ۞ لو و سیکتے ہی دیکھتے کیا پاؤن نکالے ۞ اس غزل مین کلمہ لے کو
ردیف قرار دیکر زراسے اور نکالے اور دو شالے اور ہلالے لاکر شاعر کہتا ہے
رند لکھنوی کیا کہتا ہے ہر بار تجھے قتل کرونگا ۞ اک جان ہے باقی اسے تو لے
کہ خدا لے ۞ سوز مری جان جاتی ہے یارو سنبھالو ۞ کلیجے مین کانٹا گڑا ہے
نکالو ۞ جلونگی بری آہ ہوتی ہے پیارے ۞ تم اس سوز کی اپنے حق مین دعا لو ۞
آتش طریق عشق مین مارا پڑا جو دل شکستہ ۞ یہی وہ راہ ہے جسمین ہے جان کا

قافیہ معمولہ

کھٹکا ؛ شراب صاف نہ باقی رہے تو اے ساقی ؛ تو ٹانکا مجھے کیچڑ مین لنشۂ تلچھٹ کا
آیا د لکھنوی چشم پر بار گران ہے ابھی کاجل کا بوجھ ؛ دوش سے اونکی سنبھلتا ہے نہین
آنچل کا بوجھ ؛ دور ہے اونکی گلے سے ابھی ہیکل کا بوجھ ؛ ایسے نازک ہین کہ اوٹھتا ہے
نہین ہلکا بوجھ ؛ ناسخ دی دوپٹا تو اپنا ململ کا ؛ ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا ؛ اور
علے ہذا القیاس سعدی یکی در بیابان سگے تشنہ یافت ؛ برون از رمق در حیاتش
نیافت ؛ اسکو تجنیس مفروق بھی کہتے ہین برخلاف پروانہ کے کہ تجنیس مرکب مجموع ہے
شعر حافظ از امانت مین تشریح بعض اساتذہ نے لکھا ہے کہ معمول مین بنای قافیہ کی
تلفظ پر ہوتی ہے لہذا کمی و بیشی حروف کی از روے کتابت قابل اعتبار نہین تحلیل رہے
سیوۂ باغ جان غبغب تو ؛ تحل چشمہ آب خضر از لب تو ؛ ز عالم خبر گیر اے من فدا ہے بیت
کہ صبر و قرار از دلم رفتہ بے تو ؛ مگر احسن نہین ہے تشریح عطاء اللہ حسینی نے
لکھا ہے کہ شعراے متقدمین معمول تحلیلی کو عیب سی شمار کرتے تھے مگر متاخرین
اسکو صنعت مین داخل کرتے ہین اور اصل مین یہ بات نہین ہے اور
شمس الدین فقیر نے دونو قسمون کی نسبت مین لکھا ہے کہ یہ دونو قسم محسنات سے ہے
بشرطیکہ مکرر اور بفاصلہ نہ لاوین ورنہ داخل عیوب ہے

کلام ہشتم در تشریح قواعد ضروریہ و فوائد عجیبہ

تشریح اول ہاے ہوز الفاظ ثنائی مین بحالت واقع ہونے کے وسط کلام مین
اگر واجب الحذف نہو جیسے کہ وجہ و نہ تو حرف روی ہو سکتے ہین اور تکرار اوسکی
ایطا مین نہین ہے حافظ اے دوست ترا دوست کہ دارد جز من ؛ با خوے بدت دوست
چہ دارد جز من ؛ ہر جا کہ روم خوے بدت خواہم گفت ؛ تا ہیچ کست دوست ندارد جز من ؛

تشریح دوم بعضون نے الفاظ عربی جیسے مومنات و مسلمات اور دولت و نصرت
و حشمت و عبادت و محبت و شفقت و صورت و طلعت کا قافیہ کیا ہے اور ایطا مین شمار
نہین کیا چنانچہ بپابندی اسکے سعدی علیہ الرحمہ نے بنیاد قافیہ کی ایک حرف پر رکھی
کما قال فی البوستان سعدی چنان نادر افتاد در وصف ؛ کہ در لاجوردی طبق
بصیرت ؛ ہان اگر ہاے ہوز کو غیر ملفوظ رکہین بسبب اختلاف قید کے تو نامقبول ہے
کیونکہ یہ اختلاف حروف علت مین اگرچہ روی مطلق ہو جائز نہین اسیطرح حشمت
و مفتش کا قافیہ نہین ہوسکتا واضح ہو کہ اگر شعر مردف ہو تو قید البتہ مذکورہ بالا قابل
حرف گیری یک گونہ نہین رہتا کیونکہ ردیف عیب قافیہ کو چہپا دیتا ہے حافظ
دل سراپردہ محبت اوست ؛ دیدہ آئینہ دار طلعت اوست ؛ آتش دو دن کی زندگی
رہے ہم مرتے ہوئے ؛ جوش جنون نے زرد کیا جب ہری ہوئے ؛ مگر متاخرین
اسکو ناجائز سمجہتے ہین ہان اگر تکرار حرف ماقبل تاء فوقانی کے متحد ہو تو بہتر ہے
جیسے اضافت و ضیافت صباحت و ملاحت مگر مصافحت و ملامت تاے خطاب کا
قافیہ جائز نہین ہے تشریح سوم نور الدین احمد نے لکہا ہے کہ بعض حرف زوائد
مشہور الترکیب ایسے ہین کہ جب ان سے اور حرف ملا دین اور مشہور الترکیب
نہین تب حیثیت حرف روی کی ان مین آجاتی ہے جسطرح پر نون زرین
اور پارین کا مشہور الترکیب ہے لائق روی کے نہین ہے ہان اگر ہاے ہوز
ملا دین جیسے زرینہ و پارینہ تو جائز ہے مثلاً خندان و گریان جائز نہین مگر
خندانند و گریانند کا قافیہ باندہنا جائز ہے اور جو کہ محمد ابن قیس نے کتاب المعجم مین
جمع کرنا ان الفاظ کا جائز کہا ہے قابل اعتبار نہین تشریح چہارم وافی مین ہے

تشریح دوم

تشریح سوم

تشریح چہارم

کہ اگر کرم و درم و حرم و برم کا قافیہ ہو تو میم برم کا حرف روی مین ہوگا نہ کہ وصل ایسا ہی اگر برم اور بسیرم اور بشرم کے ساتھہ قافیہ کرم کا ہو تو میم کرم کا حرف وصل کیا جاویگا کیونکہ مقابل حرف وصل کے واقع ہوا ہے بخلاف درم و حرم کے کہ میم اسکا اصلی ہے لہذا برم کا میم اصلی قرار دیکر روی ٹھہرایا گیا تشریح پنجم جائز ہے حرف وصل کو ساتھہ حرف روی جزو کلمہ کے قافیہ کرنا فردوسی بگویم زیادرش نیز از پیدرش ؛ ترسیم بغیر از خداوند عرش ؛ رند تنگ آیا ہون اس حور کی بیدادگری سے ؛ اوجھا و تنگا اب دل کو کسی اور پری سے ؛ مگر احسن نہین بسبب اختلاط کثیرہ کے اشعار فارسی و عربی و اردو مین حد جواز کو پہونچا ہے اور ممنوعات مین اوسکو شمار نہین کرتے تشریح ششم جائز ہے کہ ایک شعر مین تین یا چار قافیہ لاوین یا تمام شعر کو مقفی کرین بلکہ یہ اچھی صنعت ہے جامی از ین صحرا جدا خامہ سیلے کن ؛ و ز ین سودا سواد نامہ طی کن ؛ منظور عفی عنہ واجب التحمید خلاق و کریم ؛ لازب التجید رزاق و رحیم ؛ تشریح ہفتم
یہ شعر مولف عفی عنہ کی مثنوی مالا المنظور کا ہے
درست ہے کہ واسطے ضرورت قافیہ کے ہائے ہوز کو الف کر دیوین رند گل کسی شمع رخ نے کہا بیٹھے ؛ دلکو پروانہ سان جلا بیٹھے ؛ کشتگان وفا شہید ہوے ؛ اب پڑہین آپ مرثیہ بیٹھے ؛ عباس علوی جام ٹوٹا بت بدست کہ مینا ٹوٹا ؛ دل عاشق کی بھی کچھہ قدر ہے ٹوٹا ٹوٹا ؛ زہر کھائے ہوئے پھرتا ہون یہ کی نوبتی پر ؛ کوٹ کر بہا نک لیا جب
مرزا عباس بیگ مرحوم متخلص بہ عباس
کرلی شیشہ ٹوٹا ؛ تشریح ہشتم الفاظ ہندی مین جو حروف ہندی مخلوط التلفظ جیسے بہا و پہا و تہا و جہا و چہا و دہا و ڈہا و ڑہا و کہا و گہا واقع ہوے ہین قافیہ مین بمقابل حرف واحد فارسی کے باندہے جاتے ہین آتش لکھنوی سانپ کا زہرہ گیسو ہین او سکے واسطے ؛ آہو کی چشم

چھلا وے کو مین چھلنے و اسلے ؛ جو منہ اوٹھتی ہی تیرے بزم سے سب وٹھہ کھڑی ہوں
وے یار رہ گئے کہ جو تھے عشق پر بوہے ؛ دکی عمر بہر دام محبت سے نکلنا معلوم ؛
ایسے دریا مین ہون ڈوبا کہ ابھرنا معلوم ؛ تشریح نہم جائز ہے کہ یہ حروف تحریر مین مخلوط بہا بولے جاتے
ہون اور تقطیع قافیہ مین بجاے ایک حرف کی تصور کیے جاوین سودا نہ کھینچ ای شانہ اُن الفوں کو
یہان سودا کا دل اٹکا ؛ اسیر ناتوان ہے یہ دسے زنجیر کا جھٹکا شمشیر منہ نگہ کی جائے بیداد ہے
لعل لگا ہوا ؛ ہجران رسیلی آنکھون مین شربت گھلا ہوا ؛ قلق ہونا کہ اسقدر مرا گھر ہے ؛
حلقہ ہور دہان اژدر ہے ؛ تشریح دہم قافیہ مین جیم عربی یا جیم فارسی کے ساتھ جیم ہندی کو
روی قرار دینا من قبیل عیوب قوافی ہے مثل تنگ و سنگ کے جیسا کہ تشریح اکیا مین گذر چکا
تشریح یازدہم جاننا چاہیے کہ جس طرح پر الفاظ عربی کو ساتھ فارسی کے مانند قرآن و ایمان
کے قافیہ کرنا درست ہے اسیطرح پر لفظ ہندی کو الفاظ عربی و عجمی کے ساتھ قافیہ کرنا درست ہے نمونہ
ہزارون خون ہوے سیکڑون حلال ہوے ؛ تمہارے ہاتھ جو مہندی سے لال لال ہوے ؛
وہ منہ برسون مین مرے یار کی لیکر خبر آئی ؛ مدت مین اوباد صبا راہ پر آئی وہ لہو دستی ہے بت مجھے
تم سے بیر ؛ وجہ کیا کاوش کی مجھ سے اہل دیر ؛ سودا آدم کا جسم جبکہ عناصر سے بنا ؛
کچھ آگ بچ رہی تھی کہ عاشق کا دل بنا ؛ تشریح دوازدہم کلام مطلق منقسم ہے دو قسم پر
منظوم و منثور منظوم مین قافیہ جزو ماہیت شعر کا ہے جیسے کہ کہتے ہین الشعر کلام
موزون مقفی ؛ اور نظم و شعر بسبیل عام و خاص کے ہے پس شعر مین وزن کا ہونا
بقصد شاعر مشروط ہے بخلاف سکاکی کہ تعمد اوسکے نزدیک شرط نہین ہے اور ابو اسحاق
زجاجی کے نزدیک برخلاف جمہور اساتذہ کے اوزان کا چھانا بھی شرط ہے کہ جن پر عرب
اول نے شعر موزون کیے ہون اور نظم اور نثر مین صرف وزن فارق ہے چنانچہ شمس فخری

اصفہانی اور برہان نے لکہا ہے اور برہان نے یہہ بھی لکہا ہے کہ کلام موزون اگر مقفی
ہو تو شعر ہے ورنہ نہین ؛ حاصل یہہ ہوا کہ کلام ناموزون نثر ہے اور موزون نظم ہے اور
نظم مقفی شعر ہے اور غیر مقفی غیر شعر لہذا موزون بلا قافیہ نثر ہے ؛ شیخ محمد گیلانی اور اکثر اساتذہ
اساتذہ فرماتی ہین کہ مجموع وزن و قافیہ کا ہونا منظوم مین شرط ہے لہذا نثر کی تین قسمین
کی ہین ایک نثر مسجع جسمین قافیہ ہو اور وزن نہو دوسرے نثر مرجز جسمین وزن شعری ہو
مگر قافیہ نہو تیسرے نثر عاری جسمین نہ قافیہ ہو نہ وزن پس بحسب قول زمخشری
و محمد ابن قیس و شمس فخری و مولانا جامی و عطاء اللہ حسینی و صاحب مجمع الصنائع کے
مصرع و مقفی ہونا شعر کا شرط ہے ؛ فقیر مولف سطور غفر ذنوبہ نے بشرح و بسط بیان اسکا
اپنے رسالہ مسمی بہ موید الشعرا مین لکہا ہے ؛ تشریح سیزدہم مستزاد مین کلام اساتذہ
مختلف ہین کہ آیا جزو منظوم ہے یا منثور شمس فخری و مولانا رفیع الدین فرماتی ہین کہ
منظوم ہے کما قال مولانا الرفیع و ان اختلفت اے القافیۃ فان کان موزون المصراع
متناسب التقطیع و القافیۃ لعدابیات الرباعی و الغزل و مصاریعہا فمستزاد شیخ محمد گیلانی
و صاحب لطائف اللغات و نظام الدین احمد صاحب مجمع الصنائع مجوز کلام منثور ہونے کے ہین
کما قال محمد جیلانی المستزاد کلام منظوم تستزاد بعد مصراعہ او بیتہ فقرۃ من النثر و نور الدین احمد کا
کلام اگرچہ جانب نثر مائل ہے مگر تصریح نہین کما قال مستزاد ہم بیتی است کہ ہر قافیہ کہ زیادہ اند
مستزاد ست صادق نیست چہ آنہا در آخر مصرعہا و بیتہا نمی نشانند انتہی مگر اتفاق اسپر ہے
کہ مقفی ہونا مستزاد کا لازم ہے اور مستزاد کا ایک جزو ہونا اجزائے بحر اوسکی نظم سے شرط ہے
وزن و مستزاد ہونا چاہیے ؛ الحاصل مستزاد مین ایک جزو وزن رباعی کا بعد ہر مصرع رباعی کے
لایا کرتے ہین اور یہہ دو قسم پر ہوتا ہے مثلا اگر مضمون شعر کا اوس فقرہ پر منحصر ہو

مستزاد الزم کہین گی اگر معنی فقرہ پر منحصر نہون تو مستزاد عارض کہین گے جرأت جادو سے
نگہہ چپ ہی غضب قہر ہے ٹھہراؤ اور قد ہے قیامت ؛ غارت گر دین وہ بت کافر ہے
سراپا ؛ اللہ کی قدرت ؛ ہین بال ہما بکھرے ہوے مکھڑے پہ وہ ہوان دہار ؛ جون شعلہ
ہو دود ؛ اور رنگ رخ یار ہے گویا کہ بہو کا ؛ اور تشبیہ ملاحت ؛

کلام نہم در حقیقت و کمیت زبان اردو

عذر خدمت مین طالبان فن متین اور شائقان سخن تین کہ نقاد نقود قوافی ذرد دلہ
اور صراف ذخائر شعر و سخن لطیف کی ہین یہ ہے کہ زبان اردو بذاتہ ایک زبان
نہین بلکہ یہ زبان السنہ متنوعہ یعنے عربی و فارسی و ہندی و سنسکرت و ترکی سے
ترکیب پا کر بنام زبان اردو معروف و موسوم ہوئی لغت مین معنی اردو کے
لشکر و فوج کے ہین چونکہ فوج مین ہر ایک ملک کے متوطنین رہا کرتے ہین لہذا گفتگو
مختلفہ بسبب گفت و شنود یکدیگر اور قیام اور مجالست یکجائی کی باہم ممتزج و مرکب
ہو گئی اور یہ زبان عصر نصفت اثر حضرت شہاب الدین صاحب قران ثانی شاہ جہان
غازی نور اللہ تربتہ مین ایجاد ہوئی اور اب بباعث مرور عرصہ ممتد و اختلاط
بسیار کی از بس مصفے و مجلے ہو گئی و راسخ ہو کہ شعراے متقدمین اور فصحاے طبقہ اولین
اکثر الفاظ ٹھیٹھہ ہندی مثل لفظ ایدہن و نین و سکہہ ڈنک دستی وغیرہ اشعار مین باندھتے تھے
کہ انکو حضرات بلغاء متاخرین و فصحاے کاملین غیر فصیح و معیوب جانکر اپنے کلام سے متروک کیا
اور لب لباب فصاحت زبان اردو عند الفصحاء المتاخرین یہ ہے کہ وہ الفاظ عربیہ
و فارسیہ متعارفہ مستعمل ہون جو محاورہ عام و خاص مین بلا تکلف و تصنع سرزد ہوا کرتی ہین
اور ایسے کلمات ہندی یعنے اضافات و جمع و حروف روابط وغیرہ حروف و افعال کلمات ہندی

ضروری الاستعمال و مروجہ کلام خاص و عام گفتگو مین آوین جو بلا تامل و دقت سے
صادر ہوا کرتے ہون فقیر مؤلف نے نظائر مین اون اشعار اردو کو لکہا ہے کہ جنکے
قوافی مین الفاظ مروجہ زبان اردو یعنے فارسی یا عربی یا ہندی فصیحہ ہون اور
اون اشعار جنمین الفاظ مکروہ نا ہندی یا السنہ دیگر غیر متعارفہ ہون نہ لکہا کیونکہ
التزام اس رسالہ مین اظہار قوافی زبان اردو کا کیا گیا نہ زبان بہاشا اور کبت گویونکی؛
بعض اشعار متقدمین جنمین الفاظ متروکہ فصحاء متاخرین راقم آثم نے لکہے وہ بسے غرض
انتباہ ارباب شوق و اطلاع ناظرین کے تحریر پائے علاوہ ازین رسائل قوافی فارسی مین
ملاحظہ کر لیا جاوے کہ اکثر الفاظ عربی مثل نقاب و حجاب اور تطاول و تغافل وغیرہ محولہ
موجدان فن قوافی موجود ہین کچھ بیشتر حالانکہ فارسی بنفسہ ایک زبان علیحدہ اور جدا فصیحہ ہے
بخلاف اردو کی کہ جسکی ماہیت ظاہر ہے قطع نظر اسکے یہ رسالہ جامع ہے قوافی زبان اردو
و فارسی وغیرہ کا لہذا ہر زبان کی نظائر و بحث سے گفتگو کی گئی ظاہر ہے کہ الفاظ فارسی و
عربی باہم بایں حد ممتزج و مختلط ہو گئے ہین کہ طالب تحقیق بعض وقت محتاج کتب لغات کا ہے
اسیطرح بعض الفاظ اردو کا حال ہے جیسے لتہ بمعنے پارہ پارچہ اور سرخ بمعنے نشان و
الا بمعنے آتشدان اور زبان بمعنی آرزو اور ے بمعنی ہست اور لال بمعنی سرخ و قس علے ہذا
الفاظ دیگر ایسے مستعمل ہو گئے ہین کہ اسکو تمیز نہ رہی عند الملاحظہ کلام شعراے فارسی بھی ہین بعض (کذا فی الغیاث و رسالہ عجم ۱۲)
توافق لسانین پر اور بعض اختلاط مزید زبان پر ہے اسکو اعتبار کرنا ہی تنبیہ سمجہنا چاہیے کہ محاورہ زبان
اردو کا دو قسم پر منقسم ہے ایک محاورہ عام دوسرا محاورہ خاص محاورہ عام وہ ہے
جو نسبت گفتگوے عوام سے رکہتا ہو محاورہ خاص وہ ہے جو منسوب بگفتگوے شعرا و فصحاء زبان دان
ہو اور یہ دو طرح پر ہے ایک محاورہ متقدمین شعرا کا اور یہ زمانہ مرزا رفیع سودا اور

میر تک ہے دوسرا محاورہ شعرائے متاخرین کا کہ ذوق و غالب و ناسخ و آتش وغیرہ ہیں
پس لازم ہے کہ جو کوئی تتبع کرے یا کسی کلام پر سند لاوے تو شعرائے زبان اگلے و متاخرین کے
اشعار و کلام پر متمسک ہووے کہ زبان قدیم متقدمین و عام پر تبصرہ قدما کے نسبت نالائق
ناسمجھان از راہ طعن و بے ادبی سے کے نہیں لکھنا بلکہ بنظر اتباع اہل ذوق و فصاحت طلب کے
تحریر ہوا۔ واضح ہو کہ متقدمین غفر اللہ لہم نے عمداً ناقص جانکر اوسکو نہیں لکھا بلکہ یہی گفتگو
حسن مقال ہا ونکا بمقتضائے اوس وقت کے تھا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حسن و قبح ہر ایک اشیا کا
بعد مرور دہور کے معلوم ہوا کرتا ہے جیسے زبان اوس زمانہ میں تھی لکھی گئی بلکہ سودا نے
اپنے قصائد میں اور میر نے ایسی زبان لکھی ہے کہ متاخرین جن پر تمسک و استدلال کرتے ہیں

خاتمۂ کلام لطافت انجام زینت التیام

الحمد للہ علی ما اوتیت بجوامع الکلم۔ وامرت بان اصلی علی محمد حبیبہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم
واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ
امابعد عارض دوشیزہ جمیلہ اور رخسارہ باکرہ حسینہ رسالہ کلام شافی در بحث قوافی کا
کہ جسکا مطلع خورشید نام تاریخی ہے ۱۲۶۹ معسکر انبالہ حرسہا اللہ عن المکارہ میں باوجود
انتشار طبیعت و وقوع انواع اضطراب و کلفت کے غازہ حسن تمام اور گلگونہ لطف
اختتام سے رنگین و زیبا ہوا۔ اور لیلی بیان اوسکی مہ وش خواہان مجنون وشان صحبت
قلم شکستہ رقم اپنی محنت جان فرسائی پر آمادہ ہے کہ کچھ اوصاف اس عجالہ نافعہ کی تحسین و صحت
تقریر و سلم تحریر پر لاوے مگر مرزا صائب مانع آئے۔ صائب صفا پالی ثنائے خود بخود گفتن نہ زیبد
ترا صائب۔ المختصر وقت مطالعہ کے حسن و قبح اسکا منکشف ہو جاویگا گذارش خدمت میں صاحب
ذوق و ارباب شوق کے یہ ہے کہ جو کچھ سفر بارادہ خلاق عمیمہ غایت قولہ بقول اوراق مسودہ رسالہ ہذا

فرط تمنا و بدل مکرمت سی بے رفت ورو ب نظر ثانی دست بدست لیگئے ہیں اور شہرت
دی ہے اب بکرم و لطف فراوان اس نسخہ مصححہ مجددہ سے مطابق کر لیوین اور تقسیم رسالہ ہذا کی
سعی موفورہ فرماوین شعر ہوش کر بخطائی رسی مطعنہ مزن ؛ کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود ؛
تمت تمہ و ہذا آخر ما کتب قلمی و خرج من فمی بتوفیق الصمد و منہ الاعانت والمدد و کان ذلک فی
اواسط السنۃ الاحدی والثمانین بعد الالف و المأتین من ہجرۃ سید الاولین و الآخرین
فی المقام فورۃ الاکبر یتعلق بالضلع للت فور اللہم خلصنا من الھواجس النفسانیۃ الوساوس
الشیطانیۃ و شرفنا بمقام الوصول و اوصلنا بعالم العقول ؛ و احفظنا من از ایر شعراء الغاوی

قطعہ تاریخ تراویدہ ابر کلک نیسان مآل موجد قوانین فصاحت موسس اساس بلاغت
شاعر با تمکین ناثر ظہوری آئین بلیغ یکتا فصیح بی ہمتا مکرمی سید نعمت علی
جہیر اموی متخلص بجوش سلمہ اللہ تعالیٰ

تصنیف نمود چون کلام شافی ؛ منظور علی بلیغ سحبان ثانی ؛ تاریخ چو جست بہرش ہاتف ؛ گفتا کہ خزینۃ المعانی اسرار
سنہ ۱۲۷۹

ومنہ دام فیضہ

درکلام شافی آن منظور راحمد اہل علم ؛ بسکہ در سلک معانی گوہر اسرار سفت ؛ از پے تاریخ
او شد جوش را از بسکہ فکر ؛ ہاتفی از غیب باشش مطلع خورشید گفت
۱۲۷۹

نثر تقریظ از نتیجہ طبع آسمان پیوند منشی حریری منزلت شاعر عنصری مرتبت مدقق دقائق
فصاحت و محقق حقائق بلاغت خدیو جہان تازہ نگارش قافلہ سالار نادرہ طرازی
سرو حر بیاض سخندانی سر آئینہ صحیفہ نکتہ دانی بہار بوستان متانت و فہاست سبزہ جویبار
درایت و فراست یادگار رفتگان خلاصہ احباب جان احباب منشی محمد مبارک حسن خان صاحب
رئیس بیلی منصرم محکمہ بندوبست ضلع للت پور قسمت بوندیل کھنڈ دام ودادہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد موفور و ثنائے نامحصور اوس سخنور سخن آفرین کو شایان ہے کہ معلم عقل کل جسکے
دبستان بلاغت کا طفل ابجد خوان ہے اور اوسکے کلیات قدرت کاملہ مین چار مصراع برجستہ عناصر
اربعہ رباعی ہے موزون ۔ اور حواس خمسہ ایک مخمس پر مضمون ۔ شش جہت عالم اوسکی دیوان حکمت
بالغہ کا مسدس پر بہار ۔ اور موالید ثلاثہ اوسکے بیاض صحت مین مثلث دلچسپ مزہ دار ۔ ارکان
مختلفہ کو ترکیب دیکر ترکیب بند دلپسند فرمایا ۔ اور افراد کائنات کو باہم تضمین کرکے ترجیع بند بنایا
اور تحفہ درود و صلوۃ و ہدیہ تحیات زاکیات اوس صدر ارکان رسالت کو سزاوار ہے کہ جسنے غریقان
بحر طویل ضلالت کو عین عنایت مدید سے صحیح و سالم ساحل نجات پر پہونچایا اور بابتدائے معرکہ
جہاد مین ضرب حسام کلام رجز انتظام سے فصاحت فصحائے عرب و عجم کو حشو فرمایا ۔ [illegible]
بادہ فراق کو عمر مدید رحمت سے شربت وصل معشوق حقیقی پلایا ۔ اور اسیر زندان معصیت کو
قید غم سے چھوڑایا ۔ گروہ انبیا اور خیل مرسلین مین کسیکو اوسکا مترادف نہ دیکھا اور صحابہ کرام عظام
اوس مستفیض سبیل شریعت و طریقت کو ہم پایہ حاجب بنایا صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم لیکن بعد حمد و صلوۃ
شاعر سنجان نظم بلاغت اور ناظمان موزون کلام سراپا فصاحت پر مخفی نہ رہے کہ فی زمانہ متاع سخنگوئی
بازار جہان سے معدوم و مفقود ہے ۔ اور ابواب قدردانی و جوہر شناسی اصحاب علم و ہنر مسدود ۔ ہاں اپنی کمی
سخن طرازی کے نقادان ارباب فن سے محروم ہین متاع گران بہا سخن کو خفیف بہا سمجھتے ہین ۔ اور موزون کلام موزون آب و تاب
مضمون کو سیدھے سچے ہین ۔ ابیات پر بہار کو بدتر از خانہ ویران اجرب سمجھتی ہین ۔ نکات شاعری غوامض سحر پردازی کو
لب چاہتے ہین ۔ اسلئے بنظر افادہ خواص و عوام مستفاضہ کافہ انام جناب مستطاب انوری عصر عنصری دہر سعدی زمانہ
نظامی دوران عرفی اول خاقانی ثانی رشک فردوسی محسود فیضی فاضل اجل جناب حکیم کمل ماہر و فائق معقول و منقول
واقف حقائق شرع و اصول جالینوس عہد افلاطون وقت عالم باعمل متقی بے ریا محی مراسم شرع نبوی

ماحی اسس بدعات غوی مولانا و استادنا و مرشدنا حضرت مولوی حکیم سید منظور احمد صاحب
مدظلہ العالی فی جنبی آتش بیانی کے مقابلہ مین شاعری کی جرات نہین کہ دعوی نظم زبان پر لاوے اور کسی
دبیر عالی تحریر کی مجال نہین کہ بزعم نثاری قلم اوٹھاوے نظم پر سوز و درد آمیز اونکا ناسخ کلام اساتذہ ماضی
و حال ہے اہل مذاق کو اونکے اشعار آبدار سے ذوق و شوق کمال ہے فصحاے عصر کو رشک ہے سودا کے
ہر مصرع برجستہ اونکا برق خرمن ہستی اعدا ہے سبحان اللہ اگر ابر نیسان اونکی رشحات قلم گوہر بار کی
دریوزہ گری نکرتا تو دامان صدف لآلی آبدار سے نہ بھرتا اور اگر معلم بہار اونکے دبستان سخن مین درس
نہ لیتا عندلیبان چمن کو نغمہ ہاے موزون کا سبق نہ دیتا خامہ و زبان اونکا سر حسود نا مسعود پر
گویا ذوالفقار ہے ناصریہ قلم اعجاز رقم سے صولت نعرہ شیر آشکار ہے بموجب خواہش احباب
و فرمایش اصحاب یہ رسالہ فن قافیہ مین تصنیف فرمایا مثل جسکا نہ آنکھون نے دیکھا نہ کانون نے
سنا سبحان اللہ بحمدہ تلاش حضرت مصنف دام مجدہ قابل تحسین و موجب ہزار آفرین ہے باعث
خجلت اساتذہ متقدمین و متوسطین اور موجب فخر متاخرین ہے فصیح و بلیغ اس زمانہ گذشتہ و گذشتنی
مین بہت کچھ گذری اور بحور فہمات مین واسطے تفحص ایسی در منثور و جواہر منظوم کے اونہون نے ہاتھ پاؤن
مارے مگر بجز انفعال اول پر رہے اور بجز حسرت کچھ ساتھ نہ لیگئے فی الحقیقت یہ رسالہ مقدمۃ الجیش ہے
معارک شعر و شاعری کا اور درۃ التاج ہے حمائل سخنوری کا بقول مشک آنست کہ خود ببوید
نہ آنکہ عطار بگوید تصدیق کلام بحیثیت عندالمعاینہ ہوجاے گی قلم کو جرات نہین جو ستایش لکھے
زبان کو طاقت نہین جو مدح سرائی کرے دعا خالق اکبر اس تالیف لطیف کو مطبوع طبایع کافہ انام
فرماوے اور فیض بخش جمہور خاص و عام کرے سایہ بلندپایہ حضرت استادی مدظلہ العالی مستظل
مفارق مسترشدین رکھے اور کلام کرامت التیام اعجاز انجام کی تاثیر سے قلوب مریدین کو جلا بخشے آمین بحرمۃ النبی الامین

اشعار تقریظ حضرت مؤلف یعنی جناب مولوی سید منظور احمد صاحب نتیجہ طبع محمد مبارک حسن بلوی

فصاحت محقق شعر و سخن زندہ کن مضامین نو و کہن سید و فتر ارباب
سخن سید فرزند حیدر متخلص بہ صفدر شاگرد میر علی اوسط رشک لکھنوی

ہے فضائل منظور احمد ذی جاہ ٭ بیان سحر ہے اونکا تو سمجھا تالیف ٭ کتاب علم قوافی میں جو لکھی
وہ فرمائی ٭ کہ مثل گوہر یکدانہ ہے بے بہا تالیف ٭ ردیف قافیہ کیا کیا ہر ایک طرح میں لکھے ٭ رسالہ
کہ یہ ہے معتمد خدا تالیف ٭ بجا ہے کہیے جو اشعار کی اوسے معیار ٭ نظر سے گذری نہیں ایسی خوشنما
تالیف ٭ کرے بیان کوئی وصف اوسکی کس موہنہ سے ٭ ہے حصول معانی سے جانفزا تالیف ٭
ہر ایک سطر ہے دل بستگی میں زلف پری ٭ برنگ یار حسینان سے دلربا تالیف ٭ صفت میں
اوسکے یہ ارباب علم کیون نہ کہیں ٭ ہوئی قلوب کی تالیف کی تا تالیف ٭ خدا کے فضل سے فرمایا اجرا
کورٹ نے ٭ بزور علم و فراست اسی کیا تالیف ٭ غنی ہوں پڑھ کے نکونکو شاعران جہان ٭
ہے مثل نسخہ اکسیر کیمیا تالیف ٭ لکھا یہ صفدر سحر بیان نے سال تمام ٭ رسالہ علم قوافی میں ایسا تالیف
جناب مولوی منظور احمد نے لطف حق ٭ کتاب ایک قافیہ فن میں کیا تصنیف فرمائی ٭ وہم تشویش سال
ختم جسکو صفا ای صفدر ٭ کتاب بحث علم قافیہ تاریخ تمامی آئی
۱۲۷۹ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در عزر قطعات سحر سمات تاریخ تالیف و اتمام و انطباع کتاب فصاحت انتساب علم قوافی
تصنیف لطیف جناب بکرمت مآب گل سرسبد گلشن آفرینش ٭ بلبل شاخسار دانش و بینش
نخل ایجاد ابر دیدہ شاہد حقیقت ٭ وسمہ ابروی عروس طریقت ٭ جوہر شمشیر لیاقت ٭ آب و رنگ
تصویر صداقت ٭ جامع معقول و منقول ٭ ہادی فروع و اصول ٭ سرآمد فضلائے روزگار ٭
سرو فتر علمای کبار ٭ داؤد مقال ٭ یوسف جمال کیوان خدم ٭ عطارد رقم ٭ مقبول درگاہ صمد ٭
مولوی سید منظور احمد صاحب والا مناقب بہادر تحصیلدار کورٹ علاقہ ریاست ترواد ام اقبالہ

از نتیجۂ سراپا شرافت نتائج افکار گوہر بار شاعر نامی سخنور گرامی وحید زمان اوستاد جہان آفتاب فلک سخنوری ماہتاب سپہر شاعری رشک فردوسی و طوسی غیرت انوری و نوری شہسوار میدان بلاغت طوطی شکرستان فصاحت شیر بیشۂ جادو کلامی نہنگ دریاے سخن نظامی محقق شعر و سخن تابندہ کن مضامین نو و کہن منشی سید فرزند حیدر متخلص بہ صفدر خلف الرشید سعید منشی سید امیر حیدر مرحوم ساکن شہر فرخ آباد محلہ بنگش شاگرد خاص شوکت اختصاص جناب غفران مآب میر علی اوسط صاحب رشک مغفور لکھنوی زائر کربلاے معلی نور اللہ مرقدہ تاریخ انطباع

لکھا ہے مولوی منظور احمد نے رسالہ وہ ✽ عیاں ہے اوج جس سے صاف تحریر قوافی کا ✽
ہر اک میں ہے ردیف مہر سے ہر ایک فقرہ ہے ✽ ستارا اوج پر ہے کیا ہی تقدیر قوافی کا ✽
مری لفظوں سے مضمون بلند قمر سیارہ ستارے ہیں ✽ اشارہ ہے یہی گردوں سے توقیر قوافی کا ✽
مستفید ہو زبان اہل عرفان کو پہنچتی ہے ✽ وہ اک اعجاز ہے عیسیٰ یہ تاثیر قوافی کا ✽

یہ کھینچی شکل سال طبع کلک فکر صفدر نے ✽
چھپا دیکھا مربع اب بتصویر قوافی کا ✽
١٢٩٩ھ

تعریف اس رسالہ کی میں کیا کروں بیان
منظور چشم اہل صفا کیونکر نہ ہو
کہتے ہیں اسکے وصف میں نکتہ شناس یہ :
ہے جو ردیف مطلع خورشید جس میں ✽
حرف و نقوط و مد سے دکھاتا ہے صاف صاف ✽
وصف ردیف و قافیہ کیا اس سے کر سکوں ✽
تاریخ انطباع یہ صفدر نے کی رقم

ایضاً منہ

گویا ہے صاف اہل نظر کا یہ آفتاب
سرتاج ہے نجوم و قمر کا یہ آفتاب
کیا مستحق بیان کہ ہے گھر کا یہ آفتاب
باعث بجا ہے نور سحر کا یہ آفتاب
نقشہ دہان و خال و کمر کا یہ آفتاب
وہ ماہتاب اور دہر کا یہ آفتاب
نکلا سپہر علم و ہنر کا یہ آفتاب
١٢٩٩ھ

سلمہ اللہ

ایضاً تاریخ طبع

منظور احمد کا یہ رسالہ ۔ شاعروں کو ہے کافی دیکھو ۔ سال لکھا یوں مصنف نے ۔ پھولا باغ قوافی دیکھو

ہے جو منظور احمد دیجاہ ۔ دل سے وہ عاشق پیمبر ہے ۔ وہ ہے تحصیلدار کورسٹا کا ۔ خلق کی

وہم گوہر ہے ۔ کہ دمہ کو صفا سے باطن سے ۔ جہتا بان سے ماہ انور ہے ۔

وصف اوس سید مقدس کا ۔ جسقدر لکھے اوس سے بڑھ کر ہے ۔ عدل و بخشش سے اہل عالم

وادرس ہے غریب پرور ہے ۔ نکہت مشک فیض سے اوسکے ۔ کیا مشام جہان معطر ہے ۔

حق نے کیسا دیا ہے ذہن رسا ۔ صاحب علم و اہل جوہر ہے ۔ قدردان الاحباب والا کا ۔ بوغ

اجلال کا صنوبر ہے ۔ وہ رسالہ لکھا ہے قافیہ میں ۔ جو کہ حرز دل سخنور ہے ۔

یوں لکھا سال طبع صفدر نے

اچھی یہ زیب نظم گوہر ہے

ایضاً ۱۲ ۹۹

کیوں وصف منظور احمد میں کیا کیا ۔ سب یہ حق ہے اوسکا ہر اک کام زیبا ۔ وہ ہے خاص گورنمنٹ کا

تحصیلدار ۔ سب ہے اوسکا کرم خلق پر عام زیبا ۔ سراپا ہے دین نبی پر فدا وہ ۔ ہیرا کیا

رنگ اسلام زیبا ۔ مہ و خور ہیں وہ گردے نان کرم کے ۔ ہے چرخ اوسکا اک خوان انعام زیبا

رسالہ قوافی میں لکھا نہیں یہ ۔ غنچہ ہا فوج معنی کا ہے لام زیبا ۔ عبارت ہے رنگین مضمون گل ہے

ہے ہر صفحہ رنگ میں ۔ یہ تاریخ چھپنے کی صفدر نے لکھی ۔ لآلی مضمون اکرام زیبا ۔ ایضاً

ہے رسالہ منظور احمد والا ۔ عیاں ہیں اوس میں سب اسرار علم لطف کلیم ۔ لکھا یہ صفدر معجز بیان نے

سال طبع ۔ مسرت دل ارباب علم لطف کلیم ۔

ایضاً تاریخ طبع سمت ۱۹۴۹

جو منظور احمد کہ مقبول حق ہے ۔ اوسے جاہ و حشمت کی مسند ہے زیبا ۔ لکھی قافیہ میں کتاب ایسی اوس نے

کہ جسکی ثنا سکو بجا ہے زیبا ۔ ہے سمت مین یہ طبع کا سال صفدر ۔ یہ تصنیف ہے نظیر اچھا ہے زیبا

حسن مین مثنوی مین یہ رسالہ ہے سب ۔ کوکب رخشندہ صبح و مسا ۔ علیہ کی صفدر نے کہا

سال طبع ۔ اختر تابندہ ۔ صبح و مسا

ایضا اس رسالہ کی مین تعریف کرون کس موُنہہ سے ۔ ہے یہ گلدستۂ گلہاے فصاحت اچھا

پڑھیئے تاریخ مسیحی جو کوئی ای صفدر ۔ تم بھی کہدو دُرِ دریای بلاغت اچھا

نتیجۂ فیضان طبیعت نظری تعلیم مقدمۃ الجیش معارک سخنوری شاعر نامور سید ابن حیدر صاحب سلمہ الله الاکبر ہوئی جبکہ تاریخ کی مجکو فکر ۔ کہ ہو منکشف جس سے احوال طبع ۔ غضنفر نے امداد کی یون مجھے اہل نظر پسال طبع ہو منہ سلمہ اس رسالہ کو فن قافیہ مین ۔ شاعر و لاجواب سمجھو تم ۔ جیدہ ترکیب اسکی ساری ہین ۔ مطلوب انتخاب سمجھو تم ۔ نور و تنویر و سر بلندی مین ۔ ہر رکشن آفتاب سمجھو تم

سال اتمام اے غضنفر اب ۔ احسن الکتاب سمجھو تم

قطعہ تاریخ رشحۂ فیضان طبیعت گوہربار مہر سپہر بلاغت و سخنوری خدیو کشور فصاحت و معنی پروری مقدمۃ الجیش معارک عبارت آرائی و متانت سرآمد فصحاے زمان شیخ حکیم شیخ محمد علیم الدین صاحب المتخلص بہ علیم رئیس قصبہ راجگیر مضافات قنوج کہ ان دنوں بندوبست علاقہ ریاست ترہوہ داہم دولتہم تاریخ تصنیف

طرفہ تالیف درسالہ ہے خوب	تجھ کیون ہو دل سے پشارت
نادر تصنیف جہان میں ہے بلیغ	غیر حسرت سے نہ کیون ہو بہارت
شک سے کیون ہو حاسد کو داغ	خوش ہوے سب اہل سخن کے تنگ دلت

عمل جہان مین ہے یہ مصرع تاریخ

تحفۂ مثنوی میں فیض ہوا ہے طیار

سنہ ۱۲۸۵ھ تاریخ تصنیف

ایضاً تاریخ طبع سنہ ۱۲۸۹ھ

جب ہوا طبع مطلع خورشید ؛ جا بجا اسکا ہو گیا شہرا ؛ فکر تاریخ جو علیم نے کی ؛ ناگہ یک بیک

کان مین یہ آئی صدا ؛ سر بالین پکارا ہاتف غیب ؛ کیا ہی گلدستۂ سخن چھپایا

سنہ ۱۲۸۹ ہجری

ایضاً و لہ دام فیضہم

جب چھپا یہ رسالۂ نادر ؛ فکر تاریخ کی ہوئی پیدا ؛ غور مین نے کیا جو اے علیم ؛

ناگہان غیب سے یہ آئی صدا ؛ کیا نیا نسخہ اہل مطبع نے ؛ طبع بے مثل و بے نظیر کیا

سنہ ۱۲۸۹ھ

و لہ سلمہ جناب سید منظور احمد ؛ کہ وہ ہین اہل فن کے قدر افزا ؛ لکھا علم قوافی مین رسالہ ؛

نہین تعریف ہو سکتی اوسکی ہلا ؛ ہوا وہ مطلع خورشید موسوم ؛ جہان مین ہر جگہ ہو

کیون نہ شہرا ؛ نہین ممتاز یون سے یہ ممکن ؛ لکھین اسکے مقابل مین رسالہ ؛ کیا تاریخ کا

ارشاد مجکو ؛ گیا مطبع مین جب چھپنے وہ نسخا ؛ ہوئی جو فکر مجکو بہر تاریخ ؛ تو ہاتف نے آکے آہستہ کہا

نظامی عرفی و سعدی و ناسخ ؛

اسکے رشک سے ہین سب مر گئے ؛

تاریخ طبع کتاب قوافی سید محمد ابن حیدر متخلص بہ غضنفر شاگرد جناب سید محمد فرزند سید ... متخلص بہ ...

کیا خوب چھپا واہ یہ رنگین رسالہ
چھپنے کی یہ تاریخ مسیحی ہے غضنفر

و لہ

پھر اسکے تحفۂ افزون کو گلگشت طرب ہے
سلک در شہوار مضامین عجیب ہے

غضنفر رسالہ گیا طبع کو
لکھا سال یون از رہ اعتبار

و لہ

سنہ ۱۲۸۹
بجا نغمۂ خوشی سر بسر آج ہے
سنہ ۱۲۸۹ مجلسی
اہل نظم آج ہے

جو منظور احمد ہے عالی ہمم
غضنفر سنو مجھ سے تاریخ طبع

و لہ

یہ تالیف اوسکی ہے یکتا کتاب
ہے بے مثل زیبا سدا یا کتاب
سنہ ۱۲۸۹

فهرست رساله فیض مقاله مطلع خورشید در بحث قافیه

الحمد للہ کہ کتاب مطلع خورشید مع فہرست ہذا مطبع نامی منشی نولکشور میں بمقام لکھنؤ
بماہ مارچ سنہ [illegible] مطبوع ہوئی